زکوٰۃ کسے دیں؟



مفسرِ اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت

مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی نور اللہ مرقدہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ○

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا رَسُوۡلَ اللّٰه

مَعارفُ النجاةِ فی مصارفِ الزَّکوٰۃِ

المعروف

زکوۃ کسے دیں؟

از:فیضِ ملت ، آفتابِ اہلسنت ، امام المناظرین ، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی علیہ الرحمۃ القوی

تحقیق و تخریج مع تحشیہ

اِدارہ تحقیقاتِ اُویسیہ

تقریظ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

آج معاشرہ جس معاشی بدحالی کا شکار ہے کہ غریب، غریب تر اور امیر، امیر تر ہوتا جارہا ہے۔ یہ ساری خرابی دیگر برائیوں کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وجہ سے معاشرہ میں پیدا ہوئی۔ چوری، ڈکیتی کا بڑھتا ہوا رجحان اور ایسے حالات سے تنگ آکر خودکشی کرنا ان معاملات کی ایک وجہ مالدار لوگوں کا زکوٰۃ نہ دینا بھی ہے ورنہ جب زکوٰۃ ادا کی جاتی تھی تو حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالی عنہ کے دورِ خلافت میں لوگ اپنی زکوٰۃ ٹوکروں میں لے کر نکلتے تھے لیکن کوئی لینے والا نہ ہوتا تھا۔

محترم المقام حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اُویسی صاحب قبلہ مدظلہ العالی (1) کی اس تصنیف **"معارف النجاۃ فی مصارف الزکوٰۃ"** میں مصارفِ زکوٰۃ، فقہی مسائل اور قرآن مجید و احادیثِ مقدّسہ میں موجود زکوٰۃ دینے کی فضیلت اور زکوٰۃ نہ دینے پر وعیدِ شدید کو ذکر کیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مصنّف موصوف کی اس سعی کو قبول فرما کر اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ وعلیٰ الہٖ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

فقیر سید شاہ تراب الحق قادری
امیر جماعت اہل سنت پاکستان کراچی
۲۲ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ، ۷ ستمبر ۲۰۰۴ء

(1) قبلہ شاہ تراب الحق قادری صاحب مدظلّہ العالی نے مصنّف علیہ الرحمۃ کی حیات میں تقریظ لکھی تھی۔

بزرگوں سے منقول ہے کہ اگر دوسرے لوگ مال کا خزانہ جمع کریں تو تم اعمال کا خزانہ جمع کرو۔ اگر دوسرے اسبابِ فانیہ کی چیزیں جمع کریں تو تم رموز و اسرار کی جستجو کرو

يك درم كان دهى بدرويشى   بهتراز گنجهائے مدخرست

زانچه دارى تمتعى بردار   كان دگرروزى كسے دگرست

ترجمہ: ایک فقیر کو ایک درہم دینا ہزاروں خزانوں کو محفوظ کرنے سے بہتر ہے جتنا ہو سکتا ہے تم مال سے آج نفع اٹھاؤ ورنہ کل تو اس کا کوئی اور مالک ہو گا۔(**روح البیان**)[1]

---

(1) تفسیر روح البیان، پارہ ۱۰ سورۃ التوبۃ آیت ۳۵ (باختلاف کلماتٍ) جلد ۳ صفحہ ۴۱۹ دار الفکر بیروت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَ الصَّلوٰۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی اِمَامِ الۡاَنۡبِیَاءِ وَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَ عَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیۡنَ وَ اَصۡحَابِہِ الطَّاھِرِیۡنَ

امابعد! زکوٰۃ ارکانِ اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں اسے نماز کے ساتھ بتیس (۳۲) بار ذکر کیا گیا ہے۔ اس کی ادائیگی پر بہت اجر و ثواب کا وعدہ اور نہ دینے پر عذابِ شدید کی وعید سنائی گئی ہے۔ اس کی اہمیت اس سے بھی واضح ہوتی ہے کہ جس پر زکوٰۃ فرض ہے اور وہ ادا نہیں کرتا تو اس کی کوئی نیکی قبول نہیں جب تک زکوٰۃ ادا نہ کرے۔ فقیر مسئلہ کی وضاحت سے پہلے اس کی اہمیت آیاتِ قرآنی اور احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے پیش کرتا ہے۔

وماتوفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم

وَصَلّی اللّٰہ علی حبیبہ الکریم وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

۲۱ جمادی الآخر ۱۴۲۵ھ

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۔ (پارہ۳، سورۃالبقرہ،آیت۲۷۶)

ترجمہ کنزالایمان: اللہ ہلاک کرتاہے سود کواور بڑھاتاہے خیرات کو۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضاقُدِّسَ سِرُّہٗ فرماتے ہیں زنہار(ہر گز)نہ سمجھنا کہ زکوٰۃ دی تو مال میں سے اتنا کم ہوگیا، بلکہ اس سے مال بڑھتا ہے۔ اس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ مثال دے کر سمجھاتے ہیں بعض درختوں میں کچھ اجزائے فاسدہ اس قسم کے پیدا ہو جاتے ہیں کہ پیڑ کی اُٹھان[1] کو روک دیتے ہیں، احمق نادان انھیں نہ تراشے گا کہ میرے پیڑ سے اتنا کم ہو جائے گا، پر عاقل ہوشمند تو جانتا ہے کہ ان کے چھانٹنے سے یہ نونہال لہلہا کر درخت بنے گا ورنہ یُوں ہی مرجھا کر رہ جائے گا، یہی حساب زکوۃ کے مال کا ہے۔[2]

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يُحْمٰي عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰي بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝ (پارہ۱۰، سورۃالتوبہ،آیت۳۵،۳۴)

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انھیں خوشخبری سناؤ درد ناک عذاب کی جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں (پھر ان سے کہا جائے گا) یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لئے جوڑ کر رکھا تھا اب چکھو مزا جوڑنے کا۔

فائدہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: کوئی روپیہ دوسرے روپیہ پر نہ رکھا جائے گا نہ کوئی اشرفی دوسری اشرفی سے چھو جائے گی بلکہ زکوٰۃ نہ دینے والے کا جسم اتنا بڑھادیا جائے گا کہ لاکھوں کروڑوں جوڑے جمع ہوں تو ہر روپیہ جدا داغ دے گا۔ رواہ الطبرانی (اسے طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا)[3]

---

(1) درخت کا پھلنا پھولنا، مزید شاخوں کا نکلنا۔

(2) فتاویٰ رضویہ کتاب الزکوٰۃ، جلد ۱۰، صفحہ ۱۷۳، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ، اندرونِ لوہاری دروازہ، لاہور

(3) عَنْ عَبْدِاللهِ، قَالَ: "يُكْوٰى رَجُلٌ يَكْنِزُ فَيَمَسُّ دِرْهَمٌ دِرْهَمًا، وَلَا دِيْنَارٌ دِيْنَارًا يُوَسَّعُ جِلْدُهُ حَتّٰى يُوضَعَ كُلُّ دِيْنَارٍ وَدِرْهَمٍ عَلٰى حِدَتِهِ

المعجم الكبيرللطبرانی، رقم الحديث ۸۷۵۴، الجزء التاسع، الصفحة ۱۶۴، مكتبة ابن تيمية القاهرة

مجمع الزوائدومنبع الفوائد، كتاب التفسير المجلّد السابع تحت قوله تعالی (والذين يكنزون الذهب والفضة ولا ينفقونها في سبيل الله فبشرهم بعذاب أليم) رقم الحديث ۱۱۰۴۰ الصفحة ۲۷ مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت

ویسے جہنم میں اہلِ عذاب کی جسمانیت تبدیل کر دی جائے گی تاکہ صورۃ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہ ہو۔ جہنمی کے جسم کا اندازہ یوں لگائیں کہ اس کی ایک داڑھ اُحد پہاڑ جیسی موٹی ہو گی اس بارے میں اللہ عزَّوجلَّ نے فرمایا:

بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ۔ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۵۶)[1]

ترجمہ کنزالایمان: ہم ان کے سوا اور کھالیں انہیں بدل دیں گے کہ عذاب کا مزہ لیں۔

احادیث مبارکہ

(۱) بخاری شریف میں ہے:

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ آتَاهُ اللّٰهُ مَالاً فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ شُجَاعًا أَقْرَعَ، لَهُ زَبِيبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِی بِشِدْقَيْهِ يَقُولُ أَنَا مَالُكَ، أَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلاَ هَذِهِ الآيَةَ وَلاَ يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ۔ إِلَى آخِرِ الآيَةِ[2]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ مال عطا فرمائے اور وہ اس کی زکوٰۃ نہ دے تو اس کے مال کو گنجے سانپ کی شکل دی جائے گی جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے اور قیامت کے روز وہ اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا۔ چنانچہ وہ سانپ اس کی دونوں باچھیں پکڑ کر کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ ۔ (مکمل آیت تلاوت فرمائی) (پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۸۰)[3]

ترجمہ کنزالایمان: اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی۔

---

(1) اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۵۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: جنہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا عنقریب ہم ان کو آگ میں داخل کریں گے جب کبھی ان کی کھالیں پک جائیں گی ہم ان کے سوا اور کھالیں انہیں بدل دیں گے کہ عذاب کا مزہ لیں بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے

(2) (صحیح البخاری، کتاب تفسیر القران، باب ولا یحسبن الذین یبخلون بما آتاهم الله من فضله، صفحه ۱۱۲۰ رقم الحدیث ۴۵۶۵ مطبوعه دار ابن کثیر بیروت)

(3) وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ

ترجمہ کنزالایمان: اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہر گز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے۔

(۲)عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَكُونُ كَنْزُ أَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يَطْلُبُهُ حَتَّى يُلْقِمَهُ أَصَابِعَهُ.[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کا خزانہ (جس کی وہ شخص زکوۃ نہیں دیا کرتا تھا) قیامت کے روز ایک گنجا سانپ بن کر آئے گا اس کا مالک اسے دیکھ کر بھاگے گا اور وہ اس کے پیچھے ہوگا (اور کہے گا کہ میں تیرا خزانہ ہوں) یہاں تک کہ (زکوۃ نہ دینے والا) اپنی انگلیاں اس (سانپ) کے منہ میں دے دے گا۔

(۳)صحیح مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "جو شخص سونے چاندی کا مالک ہو اور اس کا حق ادا نہ کرے تو جب قیامت کا دن ہوگا اس کے لیے آگ کے پتّر (ٹکڑے) بنائے جائیں گے اُن پر جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی اور اُن سے اُس کی کروٹ اور پیشانی اور پیٹھ داغی جائے گی، جب ٹھنڈے ہونے پر آئیں گے پھر ویسے ہی کر دیے جائیں گے۔ یہ معاملہ اس دن کا ہے جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے، اب وہ اپنی راہ دیکھے گا خواہ جنت کی طرف جائے یا جہنم کی طرف۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اونٹ[2] اونٹ کے بارے میں فرمایا: جو اس کا حق نہیں ادا کرتا، اور ان کا حق انہیں دوھنا بھی ہے انہیں گھاٹ پر لانے کے دن[3]۔ قیامت کے دن ہموار میدان میں لٹا دیا جائے گا اور وہ اونٹ سب کے سب نہایت فربہ ہو کر آئیں گے، پاؤں سے اُسے روندیں گے اور مونھ سے کاٹیں گے، جب ان کی پچھلی جماعت گزر جائے گی، پہلی لوٹے گی یہ معاملہ اس دن کا ہے جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ پھر گائے بکریاں؟ فرمایا ایسا کوئی گائے اور بکریاں والا نہیں جو ان کا حق (زکوۃ) نہ دیتا ہو مگر جب قیامت کا دن ہوگا تو ان کے سامنے کھلے میدان میں الٹا ڈالا جائے گا جن میں سے کوئی جانور کم نہ ہوگا ان میں نہ تو کوئی ٹیڑھے سینگ والی ہو، نہ بے سینگ کی، نہ ٹوٹے سینگ کی

---

(1)(مسند احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ الجزء الرابع، رقم الحدیث ۱۱۱۴۳، الصفحۃ ۹۲۷، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(2)ان الفاظ کی تشریح میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ مرأۃ المناجیح میں لکھتے ہیں؛
یعنی سونے چاندی تو بخیل کو تپا کر لگائے جائیں گے اگر اونٹوں کی زکوۃ نہ دی ہو تو ان کی سزا کیا ہے اونٹ تو تپائے نہیں جاتے۔

(3)ان الفاظ کی تشریح میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ مرأۃ المناجیح میں لکھتے ہیں (عرب میں دستور تھا کہ اونٹوں کو ہفتہ میں ایک دو بار پانی پلانے کے لیے گھاٹ یا کنوئیں پر لے جاتے تھے، اس دن فقراء کا وہاں مجمع لگ جاتا تھا، اونٹ والے اونٹیاں دوھ کر ان فقراء اور مسافروں کو دودھ پلادیتے تھے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ یہ دودھ پلانا بھی ان اونٹوں کا حق ہے۔ خیال رہے کہ جانوروں کی زکوۃ تو فرض ہے مگر یہ دودھ پلانا مستحب ہے اور مستحب چھوڑنے پر عذاب نہیں ہوتا لہذا یا تو اس سے مضطر فقراء کو دودھ پلانا مراد ہے جن کی بھوک سے جان نکل رہی ہو یا پہلے یہ فرض تھا اب مستحب ہے جیسے تنگی کے زمانہ یعنی شروع اسلام میں قربانی کا گوشت صرف تین دن رکھنا جائز تھا۔ صاحبِ مرقات نے فرمایا اس جملہ کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پیاسی اونٹنیوں کو نہ دوہو صرف گھاٹ پر لانے کے دن پانی پلا کر دوہو، یہ بھی خشک سالی کے زمانہ کے احکام میں سے ہے)

اور سینگوں سے ماریں گی اور کھروں سے روندیں گی جب بھی پہلا (گروہ) گزرے گا تو پچھلا واپس ہو گا یہ اس دن ہوتا رہے گا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے حتی کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے۔ اب یہ اپنا راستہ جنت یا دوزخ کی طرف دیکھے گا۔

(یہ حدیث طویل ہے اس میں آگے گھوڑوں اور گدھوں سے متعلّق بھی سوال وجواب مذکور ہے۔)[1]

فائدہ: اوپر حدیث مذکور ہوئی ہے کہ زکٰوۃ نہ دینے والے پر گنجا سانپ مسلّط کیا جائے گا۔ سانپ جیسا بھی ہو ہر انسان اس کا صرف نام سن کر گھبراتا ہے پھر گنجا تو اور زیادہ خطرناک ہے سنا ہے کہ سانپ جب ہزار برس کا ہوتا ہے تو اس کے سر پر بال نکلتے ہیں اور جب دو ہزار برس کا ہوتا ہے تو وہ بال گر جاتے ہیں یہ معنی ہیں گنجے سانپ کے کہ اتنا پرانا ہوگا۔ اس سے زکٰوۃ نہ دینے والا سوچ لے کہ آج کی غفلت اور بے پرواہی کل قیامت میں کیا رنگ دکھائے گی۔

دستورِ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے اس وقت اعراب (دیہاتی اہلِ عرب) میں کچھ لوگ کافر ہوگئے (کہ زکٰوۃ کی فرضیت سے انکار کر بیٹھے) صدیق اکبر نے ان پر جہاد کا حکم دیا۔ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا "ان سے آپ کیونکر قتال کرتے ہیں؟ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا ہے: مجھے حکم ہے کہ لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کہیں اور جس نے "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کہہ لیا اس نے اپنی جان اور مال بچا لیا مگر حق اسلام میں اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے (یعنی یہ لوگ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کہنے والے ہیں ان پر کیسے جہاد کیا جائے گا؟) صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "خدا کی قسم! میں اس سے جہاد کروں گا جو نماز و زکٰوۃ میں تفریق کرے (یعنی نماز کو فرض مانے اور زکٰوۃ کی فرضیت سے انکار کرے) زکٰوۃ حق المال ہے، خدا کی قسم! بکری کا بچہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر کیا کرتے تھے اگر مجھے دینے سے انکار کریں تو اس پر ان سے جہاد کروں گا۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں واللہ! میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے صدیق کا سینہ کھول دیا ہے۔ اس وقت میں نے بھی پہچان لیا کہ وہی حق ہے (جو صدّیقِ اکبر کا موقف ہے)۔ (بہار شریعت)[2]

---

(1) عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ أَبَا صَالِحٍ ذَكْوَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحَ مِنْ نَارٍ فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوَى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِينُهُ وَظَهْرُهُ كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَالْإِبِلُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ إِبِلٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا وَمِنْ حَقِّهَا حَلَبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ أَوْفَرَ مَا كَانَتْ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيلًا وَاحِدًا تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا وَتَعَضُّهُ بِأَفْوَاهِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُولَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ؟ قَالَ وَلَا صَاحِبُ بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا شَيْئًا لَيْسَ فِيهَا عَقْصَاءُ وَلَا جَلْحَاءُ وَلَا عَضْبَاءُ تَنْطِحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُولَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ (الی اٰخرہ)

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب اثم مانع الزکاۃ، رقم الحدیث ۲۱۷۹، الصفحۃ ۴۴۹، دار الفکر بیروت)

(2)۔ بہار شریعت، حصہ پنجم، زکوٰۃ اور روزہ کا بیان، حدیث نمبر ۶ صفحہ ۳۶۶

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صرف کلمہ گوئی اسلام کے لئے کافی نہیں جب تک تمام ضروریاتِ دین کا اقرار نہ کرے اور امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بحث کرنا اس وجہ سے تھا کہ ان کے علم میں پہلے یہ بات نہ تھی کہ وہ فرضیت کی منکر ہیں یہ خیال تھا کہ زکوٰۃ دیتے نہیں اس کی وجہ سے گنہگار ہوئے کافر تو نہ ہوئے کہ ان پر جہاد قائم کیا جائے مگر جب معلوم ہو گیا تو فرماتے ہیں میں نے پہچان لیا کہ وہی حق ہے جو صدیق نے سمجھا اور کیا۔

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: زکوٰۃ کسی مال میں نہ ملے مگر اسے ہلاک کر دے گی۔[1]

فائدہ: بعض ائمہ نے اس حدیث کا یہ معنی بتایا ہے کہ زکوٰۃ واجب ہوئی اور ادا نہ کی اور اپنے مال میں ملائے رہا تو حرام اس حلال کو ہلاک کر دے گا۔

اور امام احمد نے فرمایا کہ معنی یہ ہیں کہ مالدار شخص مالِ زکوٰۃ لے تو یہ مالِ زکوٰۃ اس کے مال کو ہلاک کر دے گا کہ زکوٰۃ فقیروں کے لئے ہے اور دونوں معنی صحیح ہیں۔[2]

(۶) حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو قوم زکوٰۃ نہ دے گی اللہ تعالیٰ اسے قحط میں مبتلا فرمائے گا۔[3]

(۷) فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خشکی و تری میں جو مال تلف (ضائع) ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے سے تلف ہوتا ہے۔[4]

(۸) احنف بن قیس نے بیان کیا کہ میں قریش کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا تو ایک شخص آیا جس کے بال اور کپڑے سخت تھے اور شکل سے پراگندی ظاہر ہوتی تھی یہاں تک کہ لوگوں کے پاس کھڑا ہو کر اس نے سلام کیا اور کہا کہ مال جمع کرنے والوں کو خوشخبری دے دو کہ ایک پتھر جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا پھر وہ ان کی چھاتی پر رکھا جائے گا جو ان کے مونڈھے کی ہڈی کے پاس سے (آرپار ہو کر) نکل

---

(1) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللہُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: مَا خَالَطَتِ الصَّدَقَةُ مَالاً إِلاَّ أَهْلَكَتْهُ
السنن الکبری وفي ذيله الجوهر النقي کتاب الزکاة باب الْهَدِيَّةِ لِلْوَالِي بِسَبَبِ الْوَلاَيَةِ، حديث ۷۶۱۹، الجزء الرابع، الصفحة ۱۵۹، مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند ببلدة حيدر آباد
(شعب الايمان، الثاني والعشرون من شعب الإيمان، وهو باب في الزكاة، فصل فى الاستعفاف عن المسألة، رقم الحديث ۳۲۴۶، الجزء الخامس، الصفحة ۱۶۷، مكتبة الرشد الرياض
(2) الترغيب والترهيب، كتاب الصدقات، الترهيب من منع الزكاة وماجاء فى زكاة الحلى، الجزء الاول، الصفحة ۵۴۳، دار الفكر بيروت)
(3) عن عبد الله بن بريدة عن ابيه قال قال رسول الله ما منع قوم الزكاة إلا ابتلاهم الله بالسنين
(المعجم الاوسط، من اسمه عبدان، حديث ۴۵۷۷، الجزء الخامس، الصفحة ۲۶، دار الحرمين القاهرة)
(4) قال عمر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مَا تَلَفَ مَالٌ فِى بَرٍّ وَلاَ بَحْرٍ إِلاَّ بِحَبْسِ الزَّكَاةِ
الترغيب والترهيب، كتاب الصدقات، الترهيب من منع الزكاة وماجاء فى زكاة الحلى، الجزء الاول، الصفحة ۵۴۲، دار الفكر بيروت

جائے گا، اور وہ پتھر ہلتا رہے گا پھر وہ مڑا اور ایک ستون کے پاس جا بیٹھا میں بھی اس کے پیچھے گیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا اور میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کون ہے، میں نے اس سے کہا کہ میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ اس بات سے ناراض ہوئے جو تم نے کہی، اس نے کہا وہ کچھ بھی نہیں سمجھتے، حالانکہ میرے خلیل (دوست) نے کہا ہے، میں نے پوچھا آپ کے خلیل کون ہیں؟ کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم، آپ نے فرمایا: اے ابوذر کیا تم احد پہاڑ کو دیکھتے ہو؟ میں نے آفتاب کو دیکھا کہ دن کا کون سا حصہ باقی رہ گیا ہے اور میں گمان کرنے لگا کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کسی ضرورت کے لئے بھیجیں گے، میں نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا کہ مجھے پسند نہیں کہ میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور تین اشرفیوں کے سوا میں کل خرچ (خیرات) نہ کروں اور یہ لوگ کچھ بھی نہیں سمجھتے یہ لوگ دنیا جمع کرتے ہیں اور ان سے دنیا کی کوئی چیز نہیں مانگوں گا اور نہ دین کے متعلق کوئی بات ان سے پوچھوں گا یہاں تک کہ اللہ سے مل جاؤں۔ (1)

اور صحیح مسلم شریف میں یہ بھی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوءے سنا کہ؛ پیٹھ کو توڑ کر کروٹ سے نکلے گا اور گُدّی توڑ کر پیشانی سے۔ (2)

(۹) فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم: فقیر ہرگز ننگے بھوکے ہونے کی تکلیف نہ اٹھائیں گے مگر مالداروں کے ہاتھوں۔ سن لو! ایسے تونگروں سے اللہ تعالیٰ سخت حساب لے گا اور انہیں دردناک عذاب دے گا۔ (3)

(۱۰) فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: قیامت کے دن تونگروں کے لئے محتاجوں کے ہاتھوں سے خرابی ہے۔ محتاج عرض کریں گے ہمارے حقوق جو تو نے ان پر فرض کئے تھے انہوں نے ظلماً نہ دیئے اللہ عزَّوجلَّ فرمائے گا: مجھے قسم ہے مجھے اپنی عزت و جلال کی! کہ تمہیں اپنا قرب عطا کروں گا اور انہیں دور رکھوں گا۔ (4)

---

(1) صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب ما أدی زکاتہ فلیس بکنز، رقم الحدیث ۱۴۰۷، الصفحة ۳۴۳، مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت

صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فِی الْكَنَّازِينَ لِلأَمْوَالِ وَالتَّغْلِيظِ عَلَيْهِمْ، رقم الحدیث ۲۱۹۵، الصفحة ۴۵۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت

(2) صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فِی الْكَنَّازِينَ لِلأَمْوَالِ وَالتَّغْلِيظِ عَلَيْهِمْ، رقم الحدیث ۲۱۹۶، الصفحة ۴۵۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت

(3) ولن يجهد الفقراء إذا جاعوا وعروا إلا بما يصنع أغنياؤهم ألا وإن الله يحاسبهم حسابا شديدا ويعذبهم عذابا أليما۔

اس حدیث کے راوی حضرت علیّ المرتضی رضی اللہ عنہ ہیں

الترغیب والترہیب، کتاب الصدقات، الترہیب من منع الزکاۃ وماجاء فی زکاۃ الحلی، الجزء الاول، الصفحة ۵۳۸، دار الفکر بیروت

(4) عن أنس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ويل للأغنياء من الفقراء يوم القيامة يقولون ربنا ظلمونا حقوقنا التي فرضت لنا عليهم فيقول الله عز وجل وعزتي وجلالي لأدنينكم ولأباعدنهم۔

الترغیب والترہیب، کتاب الصدقات، الترہیب من منع الزکاۃ وماجاء فی زکاۃ الحلی، الجزء الاول، الصفحة ۵۳۹، دار الفکر بیروت

(المعجم الاوسط، من اسمہ عبید، حدیث ۴۸۱۳، الجزء الخامس، صفحہ ۱۰۸، دار الحرمین القاہرۃ)

(۱۱)فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ: دوزخ میں سب سے پہلے تین شخص جائیں گے ان میں سے ایک وہ تونگر ہے کہ اپنے مال میں اللہ عزّوجلّ کا حق ادا نہیں کرتا۔[1]

(۱۲)حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ عزّوجلّ نے اسلام میں چار چیزیں فرض کی ہیں جو ان میں سے تین ادا کرے وہ اسے کچھ کام نہ دے گی جب تک پوری چاروں نہ بجالائے نماز، زکوۃ، روزۂ رمضان، حج بیت اللہ۔[2]

(۱۳)حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ہمیں حکم دیا گیا کہ نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں اور جو زکوۃ نہ دے اس کی نماز قبول نہیں۔[3]

(۱۴)حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور بندہ کسی کا قصور معاف کرے تو اللہ اس کی عزت بڑھائے گا اور جو اللہ کے لئے تواضع کرے اللہ اسے بلند فرمائے گا۔[4]

(۱۵)حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ:

جو شخص اللہ کی راہ میں کسی بھی چیز کا جوڑا[5] خرچ کرے اسے یہ کہہ کر جنت کے سب دروازوں سے بلایا جائے گا کہ اے اللہ کے بندے! یہ بہترین جگہ ہے (اور جنت کے کئی دروازے ہیں) تو جو نمازی ہے دروازۂ نماز سے بلایا جائے گا جو اہل جہاد سے ہے دروازۂ جہاد سے بلایا جائے گا جو اہل صدقہ سے ہے دروازۂ صدقہ سے بلایا جائے گا جو روزہ دار ہے اسے بابُّ الرّیان (سیرابی کے دروازے) سے

---

(1)الترغیب والترھیب، کتاب الصدقات، الترھیب من منع الزکاۃ وماجاء فی زکاۃ الحلی، الجزء الاول، الصفحة ۵۴۰، دار الفکر بیروت

اس حدیث کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

(2)عَنْ زِيَادِ بْنِ نُعَيْمٍ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: أَرْبَعٌ فَرَضَهُنَّ اللهُ فِي الإِسْلاَمِ فَمَنْ جَاءَ (وفی الترغیب والترھیب فمن أتی) بِثَلاَثٍ لَمْ يُغْنِينَ عَنْهُ شَيْئاً حَتَّى يَأْتِيَ بِهِنَّ جَمِيعاً الصَّلاَةُ وَالزَّكَاةُ وَصِيَامُ رَمَضَانَ وَحَجُّ الْبَيْتِ

مسند احمد بن حنبل،، باب حدیث زیاد بن نعیم الحضرمی رضی اللہ عنہ، حدیث ۱۸۲۶۴، الجزء السابع، الصفحة ۳۱۹، دار الکتب العلمیة بیروت

الترغیب والترھیب، کتاب الصدقات، الترھیب من منع الزکاۃ وماجاء فی زکاۃ الحلی، الجزء الاول، الصفحة ۵۴۱، دار الفکر بیروت

(3)عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: أُمِرْنَا بِإِقَامِ الصَّلاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، فَمَنْ لَمْ يُزَكِّ فَلا صَلاةَ لَهُ

(المعجم الکبیر للطبرانی، باب من روی عن ابن مسعود انہ لم یکن مع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیلة الجن، رقم الحدیث ۱۰۰۹۵، الجزء العاشر، الصفحة ۱۲۷، مکتبة ابن تیمیة القاھرة)

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الزکاۃ، باب فرض الزکاۃ، المجلّد الثالث صفحہ ۱۴۹، رقم الحدیث ۴۳۲۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت

(4)عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ وَمَا زَادَ اللهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلاَّ عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلاَّ رَفَعَهُ اللهُ

صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والاداب، باب استحباب العفو والتواضع، رقم الحدیث ۶۴۸۷، صفحہ ۱۲۷۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت

سنن الترمذی کتاب البر والصلة باب مَا جَاءَ فِي التَّوَاضُعِ. صفحہ ۴۵۸، رقم الحدیث ۲۰۲۹ مطبوعہ مکتبة المعارف الریاض

مسند احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ، حدیث ۹۲۴۵، الجزء الرابع، الصفحة ۴۷۰، دار الکتب العلمیة بیروت

(5)حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کسی بھی ایک جنس کی دو چیزوں کو جوڑا کہا جاتا ہے جیسے دو درہم، دو دینار، دو کبوتر وغیرہ

بلایا جائے گا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پہ قربان، اس کی تو کچھ ضرورت نہیں کہ ہر دروازے سے بلایا جائے (یعنی مقصود دخولِ جنت ہے وہ ایک دروازے سے حاصل ہے) مگر کوئی ہے ایسا جو سب دروازوں سے بلایا جائے گا۔ فرمایا ہاں اور میں امید کرتا ہوں کہ تم ان میں سے ہو۔ [1]

(۱۶) حضور اقدس (ﷺ) فرماتے ہیں کہ جو شخص کھجور برابر حلال کمائی سے صدقہ کرے [2] اور اللہ نہیں قبول فرماتا مگر حلال کو تو اسے اللہ تعالیٰ دست راست [3] سے قبول فرماتا ہے پھر اسے اس کے مالک کے لئے پرورش کرتا ہے جیسے تم میں کوئی اپنے بچھڑے کی تربیت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ برابر ہو جاتا ہے۔ [4]

(۱۷) ابو ہریرہ و ابو سعید رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن خطبہ پڑھا اور یہ فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، اس کو تین بار فرمایا پھر سر جھکا لیا تو ہم سب نے سر جھکا لئے اور رونے لگے یہ نہیں معلوم کہ کس چیز پر قسم کھائی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سرِ مبارک اٹھا لیا اور چہرۂ اقدس میں خوشی نمایاں تھی تو ہمیں یہ بات سرخ اونٹوں سے زیادہ پیاری تھی اور فرمایا: جو بندہ پانچوں نمازیں پڑھتا ہے اور رمضان کا روزہ رکھتا ہے اور زکوٰۃ دیتا ہے اور ساتوں کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا کہ سلامتی کے ساتھ داخل ہو۔ [5]

(۱۸) حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں:

"اپنے مال کی زکوٰۃ نکال کہ وہ پاک کرنے والی ہے، تجھے پاک کردے گی اور رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کر اور مسکین اور پڑوسی اور سائل کا حق پہچان۔ [6]

---

(1) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللهِ نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللهِ، هَذَا خَيْرٌ. فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلاَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلاَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ، مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الأَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ نَعَمْ. وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ

صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الریان للصائمین، رقم الحدیث 1897 صفحہ ۴۵۷ دار ابن کثیر بیروت

(2) اسے اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

(3) چونکہ اللہ تعالیٰ جسم وجسمانیت سے پاک ہے اس لیے سیدھا ہاتھ کنایہ ہے اس صدقہ کو اچھی قبولیت سے نوازنے اور فوراً قبول فرما لینے سے۔ واللہ اعلم بالصواب

(4) (عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال) (قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلاَ يَقْبَلُ اللهُ إِلاَّ الطَّيِّبَ وَإِنَّ اللهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهِ ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهِ كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ (صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب الصدقۃ من کسب طیب، رقم الحدیث 1410 صفحہ ۳۴۲، دار ابن کثیر بیروت)

(5) سنن النسائی، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ، صفحہ 378، رقم الحدیث 2438 مطبوعہ مکتبۃ المعارف الریاض)

(6) نوٹ: (یہ حدیث کا ایک حصّہ مصنّف علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا ہے مکمل حدیث درج ذیل کتاب میں موجود ہے)

مسند احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حدیث ۱۲۷۲۹، الجزء الخامس، الصفحۃ ۳۸۵، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(۱۹)حضور ﷺ نے فرمایا: زکوٰۃ اسلام کا پل ہے۔[1]

(۲۰)حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو میرے لئے چھ چیزوں کی کفالت کرے میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔ میں نے عرض کی، وہ کیا ہیں یا رسول اللہ (ﷺ)؟ فرمایا (۱) نماز (۲) زکوٰۃ (۳) امانت (۴) شرمگاہ (۵) شکم (۶) زبان[2]

(۲۱)حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تمہارے اسلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو۔[3]

(۲۲)حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو اللہ ورسول پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے اور جو اللہ ورسول پر ایمان لاتا ہے وہ حق بولے یا سکوت کرے یعنی بری بات زبان سے نہ نکالے اور جو اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔ (طبرانی)[4]

(۲۳)حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ زکوٰۃ دے کر اپنے اموال کو مضبوط قلعوں میں محفوظ کرلو اور اپنے بیماروں کا علاج صدقہ سے کرو اور بلاؤں کے نزول پر دعاء تضرع سے استعانت کرو۔ (طبرانی[5]، بیہقی[6])

(۲۴)حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے مال کی زکوٰۃ ادا کردی بیشک اللہ نے اس سے شر دور فرمادیا۔[7]

---

(1)عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الزَّكَاةُ قَنْطَرَةُ الإِسْلامِ"
المعجم الاوسط، باب الميم، رقم الحديث ۸۹۳۷، من اسمه مقدام، الجزء الثامن، الصفحة ۳۸۰، دار الحرمين بالقاهرة
الجامع لشعب الايمان، الثاني والعشرون من شعب الإيمان، التشديد على منع زكاة المال، رقم الحديث ۳۰۳۸، الجزء الخامس، الصفحة ۲۰، مكتبه الرشد الرياض

(2)المعجم الاوسط، باب الميم، من اسمه منتصر، حديث ۸۵۹۹، الجزء الثامن، الصفحة ۲۶۸، دار الحرمين بالقاهرة)

(3)ان تمام اسلامكم أن تؤدوا زكاة أموالكم
مجمع الزوائد منبع الفوائد، كتاب الزكاة، باب فرض الزكاة المجلّد الثالث صفحه ۱۴۸، رقم الحديث ۴۳۲۶ مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت

(4)المعجم الكبير، باب مجاهد عن ابن عمر، رقم الحديث ۱۳۵۶۱، الجزء الثانى عشر، الصفحة ۴۲۴، مكتبة ابن تيمية القاهرة

(5)المعجم الكبير باب العين عبد الله بن مسعود الهذلي يكنى أبا عبد الرحمن، رقم الحديث ۱۰۱۹۶، الجزء العاشر، صفحه ۱۵۸، مكتبة ابن تيمية القاهرة

(6)الجامع لشعب الايمان، فصل فيمن أتاه الله مالا من غير مسألة، الجزء ۸، رقم الحديث ۳۲۷۹، الجزء الخامس، الصفحة ۱۸۴، مكتبة الرشد الرياض
عن الحسن، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: حصنوا أموالكم بالزكاة، وداووا امرضاكم بالصدقة، واستقبلوا أمواج البلاء بالدعاء والتضرع
مراسيل أبي داؤد باب في الزكاة، رقم الحديث ۱۰۵، الصفحة ۲۱۰، دار الصميعى الرياض

(7)المعجم الاوسط للطبرانى، باب الألف، من اسمه احمد، رقم الحديث ۱۵۷۹، الجزء الثانى، الصفحة ۱۵۹، دار الحرمين القاهرة

(۲۵) حدیث شریف میں ہے کہ ہر وہ صاحبِ خزانہ کہ جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کی ہو گی تو اس کا مال آگ سے گرم کر کے، صاحبِ مال کے چہرہ اور ماتھا اور کروٹیں داغی جائیں گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرما دے اور حساب و کتاب کا دن تمہارے انہی ایام کے مطابق پچاس ہزار سال کا ہو گا۔ اب بندہ سوچ لے چاہے تو بہشت کا راستہ اختیار کرے چاہے دوزخ کا۔ اسی طرح ہر وہ شخص کہ جس کے ہاں بہت سے اونٹ تھے لیکن اس نے ان کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو اس شخص کو زمین پر لٹا کر اونٹوں کو اس کے اوپر چلایا جائے گا اور اونٹ جونہی اس کے اوپر چلیں گے تو خوب کود کر اور سخت سے سخت ہاتھ پاؤں سے اس شخص کو روندتے ہوئے جائیں گے اور جب ان میں سے ایک کا گزر ہو گا تو دوسرا اس کے پیچھے اسی طرح کودتا ہوا جائے گا جب ایک دفعہ سارے گزر جائیں گے تو پھر از سرِ نو آئیں گے۔ یہ سلسلہ اس وقت تک رہے گا جب تک بندوں کا حساب مکمل نہ ہو جائے اور یہ اُس دن کا معاملہ ہے جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے اب بندوں کا اختیار ہے چاہے بہشت میں جائیں یا دوزخ میں۔ اسی طرح بکریوں کی زکوٰۃ نہ دینے والے کا حشر ہو گا کہ اسے مٹی پر لٹا کر بکریوں کو اس کے اوپر سے چلایا جائے گا جو اسے سینگوں سے ماریں گی اور پاؤں سے روندیں گی۔ ان کا سلسلہ بھی اسی طرح ہو گا کہ ان میں سے ایک جائے گی تو اسکے پیچھے اور آئے گی۔ تمام بکریوں کے ختم ہو جانے کے بعد از سرِ نو سلسلہ شروع ہو گا اور حساب و کتاب کے اختتام تک اس کا یہی حال ہو گا۔ اس سے بندے خود سوچیں کہ کون سا راستہ اچھا ہے۔ (روح البیان) [1]

تارکِ زکوٰۃ سے آخری بات:

زکوٰۃ نہ دینے کی سزا و عذابِ شدید اوپر مذکور ہوا، لیکن اس سے بدتر عذاب و سزا یہ کہ اس کی نیکیاں بھی برباد۔ اس کی تفصیل اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ ٗ کے رسالہ "اعز الاکتناۃ فی رد صدقۃ مانع الزکوٰۃ" (۱۳۰۹)" یعنی زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کے صدقۂ نفلی کے رد کے متعلق نادر تحقیقِ حقیق"، اس رسالہ مبارکہ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ ٗ نے احادیث مبارکہ کے علاوہ دیگر عجیب و غریب مضامین درج فرمائے ہیں فقیر بعنوان مواعظِ رضویہ اس کا خلاصہ عرض کرتا ہے۔

مواعظِ رضویہ

(۱) اے عزیز! ایک بے عقل گنوار کو دیکھ کہ تخم گندم اگر پاس نہیں ہوتا تو بہزار دِقّت قرض دام [2] سے حاصل کرتا اور اسے زمین میں ڈال دیتا ہے اس وقت تو وہ اپنے ہاتھوں سے خاک میں ملا دیتا ہے مگر امید لگی ہے کہ خدا چاہے تو یہ کھونا بہت کچھ پانا ہو جائے گا۔ تجھے اس گنوار کے برابر عقل نہیں، یا جس قدر ظاہری اسباب پر بھروسہ ہے اپنے مالک عزَّوجلَّ کے ارشاد پر اتنا اطمینان بھی نہیں کہ اپنے مال بڑھانے

---

(1) تفسیر روح البیان، پارہ ۱۰ سورۃ التوبۃ آیت ۳۵ (باختلاف کلماتٍ) جلد ۳ صفحہ ۴۱۹ دار الفکر بیروت

(2) بڑی مشکل سے قرض لے کر گندم بیج کے لیے حاصل کرتا ہے۔

اور ایک ایک دانہ ایک ایک پیڑ بنانے کو زکوۃ کا بیج نہیں ڈالتا۔ وہ فرماتا ہے: زکوۃ دو تمہارا مال بڑھے گا۔ اگر دل میں اس فرمان پر یقین نہیں جب تو کھلا کفر ہے ورنہ تجھ سے بڑھ کر احمق کون؟ کہ اپنے یقینی نفع دین و دنیا کی ایسی بھاری تجارت چھوڑ کر دونوں جہانوں کا زیاں (نقصان) مول لیتا ہے۔ [1]

(۲) اے عزیز! کیا خدا اور سول کے فرمان کو یونہی ہنسی ٹھٹھا سمجھتا ہے یا پچاس ہزار برس کی مدت میں یہ جانکاہ مصیبتیں جھیلنی سہل جانتا ہے۔ ذرا یہیں کی آگ میں ایک آدھ روپیہ گرم کر کے بدن پر رکھ دیکھ پھر کہاں یہ خفیف گرمی، کہاں وہ قہر آگ؟، کہاں یہ ایک ہی روپیہ، کہاں وہ ساری عمر کا جوڑا ہوا مال؟ کہاں یہ منٹ بھر کی دیر، کہاں وہ ہزاروں برس کی آفت۔ کہاں یہ ہلکا سا چہکا، کہاں وہ ہڈیاں توڑ کر پار ہونے والا غضب۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت بخشے۔ آمین۔ [2]

غرض زکوۃ نہ دینے کی جانکاہ آفتیں وُہ نہیں جن کی تاب آسکے، نہ دینے والے کو ہزار سال ان سخت عذابوں میں گرفتاری کی امید رکھنا چاہئے کہ ضعیف البنیان انسان کی کیا جان، اگر پہاڑوں پر ڈالی جائیں سُرمہ ہو کر خاک میں مل جائیں، پھر اس سے بڑھ کر احمق کون کہ اپنا مال جُھوٹے سچے نام کی خیرات میں صرف کرے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرض اور اس بادشاہ قہار کا وُہ بھاری قرض گردن پر رہنے دے، شیطان کا بڑا دھوکا ہے کہ آدمی کو نیکی کے پردے میں ہلاک کرتا ہے، نادان سمجھتا ہی نہیں، نیک کام کر رہا ہوں، اور نہ جانا کہ نفل بے فرض نرے دھوکے کی ٹٹی ہے، اس کے قبول کی امید تو مفقود اور اس کے ترک کا عذاب گردن پر موجود۔ اے عزیز! فرض خاص سلطانی قرض ہے اور نفل گویا تحفہ ونذرانہ۔ قرض نہ دیجئے اور بالائی بیکار تحفے بھیجئے وُہ قابلِ قبول ہوں گے خصوصاً اس شہنشاہ غنی کی بارگاہ میں جو تمام جہان و جہانیاں سے بے نیاز؟ یوں یقین نہ آئے تو دنیا کے جُھوٹے حاکموں ہی کو آزمالے، کوئی زمین دار مال گزاری تو بند کرلے اور تحفے میں ڈالیاں بھیجا کرے، دیکھو تو سرکاری مجرم ٹھہرتا ہے یا اس کی ڈالیاں کچھ بہبود کا پھل لاتی ہیں! ذرا آدمی اپنے ہی گریبان میں منہ ڈالے، فرض کیجئے آسامیوں سے کسی کھنڈ ساری کا رس بندھا ہوا ہے جب دینے کا وقت آئے وُہ رس تو ہرگز نہ دیں مگر تحفے میں آم خربوزے بھیجیں، کیا یہ شخص ان آسامیوں سے راضی ہوگا یا آتے ہوئے اس کی نادہندگی پر جو آزار انھیں پہنچا سکتا ہے ان آم خربوزے کے بدلے اس سے باز آئے گا۔ سبحان اللہ! جب ایک کھنڈ ساری کے مطالبہ کا یہ حال ہے تو ملک الملوک احکم الحاکمین جل وعلا کے قرض کا کیا پُوچھنا!۔ [3]

---

(1) فتاویٰ رضویہ کتاب الزکوۃ، جلد ۱۰، صفحہ ۱۷۳، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ، اندرونِ لوہاری دروازہ، لاہور

(2) فتاویٰ رضویہ کتاب الزکوۃ، جلد ۱۰، صفحہ ۱۷۵ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ، اندرونِ لوہاری دروازہ، لاہور

(3) فتاویٰ رضویہ کتاب الزکوۃ، جلد ۱۰، صفحہ ۱۸۹، ۱۷۸، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ، اندرونِ لوہاری دروازہ، لاہور

(۳) حضور پُر نور سیّد نا غوث اعظم مولائے اکرم حضرت شیخ محی الملّۃ والدّین ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی کتاب مستطاب "فتوح الغیب" شریف میں کی گئی جگر شگاف مثالیں ایسے شخص کے لیے ارشاد فرمائی ہیں جو فرض چھوڑ کر نفل بجالائے۔ فرماتے ہیں:
اس کی کہاوت (مثال) ایسی ہے جیسے کسی شخص کو بادشاہ اپنی خدمت کے لیے بلائے، یہ وہاں تو حاضر نہ ہُوا، اور اس کے غلام کی خدمتگاری میں موجود رہے۔ پھر حضرت امیر المومنین مولی المسلمین سیدنا مولٰی علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے اس کی مثال نقل فرمائی کہ جناب اِرشاد فرماتے ہیں: ایسے شخص کا حال اس عورت کی طرح ہے جسے حمل رہا جب بچّہ ہونے کے دن قریب آئے اِسقاط (بچہ ضائع) ہو گیا اب وہ نہ حاملہ ہے نہ بچّہ والی۔ یعنی جب پُورے دنوں پر اگر اسقاط ہو تو محنت تو پُوری اٹھائی اور نتیجہ خاک نہیں کہ اگر بچہ ہوتا تو ثمرہ خود موجود تھ حمل باقی رہتا تو آگے امید لگی تھی، اب نہ حمل نہ بچّہ، نہ اُمید نہ ثمرہ اور تکلیف وہی جھیلی جو بچّہ والی کو ہوتی۔ ایسے ہی اس نفل خیرات دینے والے کے پاس روپیہ تو اٹھا مگر جبکہ فرض چھوڑا یہ نفل بھی قبول نہ ہُوا، تو خرچ کا خرچ ہوا اور حاصل کچھ نہی۔ اسی کتاب مبارک میں حضور مولٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا ہے کہ:

فان اشتغل بالسنن والنوافل قبل الفرائض لم یقبل منہ واھین۔[1]

یعنی فرض چھوڑ کر سنّت ونفل میں مشغول ہو گا یہ قبول نہ ہوں گے اور خوار کیا جائے گا۔
یُوں ہی شیخِ محقق مولانا عبد الحق محدّث دہلوی قدس سرہ، نے اس کی شرح میں فرمایا کہ
ترک آنچہ لازم و ضروری ست واہتمام بآنچہ نہ ضروری است از فائدہ عقل و خرد وراست چہ دفع ضرر اہم ست بر عاقل از جلب نفع بلکہ بحقیقت نفع دریں صورت منتقی است۔[2]
یعنی لازم اور ضروری چیز کا ترک اور جو ضروری نہیں اس کا اہتمام عقل و خرد میں فائدہ سے دُور ہے کیونکہ عاقل کے ہاں حصولِ نفع سے دفعِ ضرر اہم ہے بلکہ اس صورت میں نفع منتقی ہے۔
حضرت شیخ الشیوخ امام شہاب الملّۃ والدّین سُہروردی قدس سرہ العزیز عوارف شریف کے باب الثامن والثلثین میں حضرت خواص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نقل فرماتے ہیں:

بلغنا ان اللہ لا یقبل نافلۃ حتی یؤدی فریضۃ یقول اللہ تعالٰی مثلکم کمثل العبد السوء بداء بالھدایۃ قبل قضاء الدین۔[3]

---

(1) فتوح الغیب مع شرح عبد الحق الدھلوی المقالۃ الثامنۃ والاربعون منشی نولکشور لکھنؤ ص ۲۷۳
(2) فتوح الغیب مع شرح عبد الحق الدھلوی المقالۃ الثامنۃ والاربعون منشی نولکشور لکھنؤ ص ۲۷۳
(3) عوارف المعارف ملحق باحیاء العلوم باب ۳۸ فی ذکر آداب الصلوٰۃ الخ مکتبہ و مطبعہ المشھد الحسینی قاھرہ ص ۱۶۸

ہمیں خبر پہنچی کہ اللہ عزَّوجَلَّ کوئی نفل قبول نہیں فرماتا یہاں تک کہ فرض ادا کیا جائے، اللہ تعالٰی ایسے لوگوں سے فرماتا ہے کہاوت تمھاری بد بندہ کی مانند ہے جو قرض ادا کرنے سے پہلے تحفہ پیش کرے۔

تائیداز احادیث مبارکہ

حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ارشاد گرامی کی تائید احادیث سے ہوتی ہے چند روایات ملاحظہ ہوں

(۱) حضور پُرنور سیّد عالم ﷺ فرماتے ہیں:

أربعٌ فرضهن الله فى الإسلامِ فمَنْ جاء بثلاثٍ لم يُغْنِينَ عنه شيئًا حتى يأتي بهِنَّ جميعًا الصلاةُ والزكاةُ وصيامُ رمضانَ وحجُّ البيتِ (رواه الامام احمد فى مسنده بسند حسن عن عمارة ابن حزم رضی الله عنه)[1]

ترجمہ: چار چیزیں اللہ تعالٰی نے اسلام میں فرض کی ہیں جو ان میں سے تین ادا کرے وہ اسے کچھ کام نہ دیں جب تک پوری چاروں نہ بجالائے، نماز، زکٰوۃ، روزۂ رمضان، حجِ کعبہ۔ (اسے امام احمد نے اپنی مسند میں سندِ حسن کے ساتھ حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔)

(۲) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

أُمِرْنَا بِإِقَامِ الصَّلاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، فَمَنْ لَمْ يُزَكِّ فَلاصَلاةَ لَهُ (رواه الطبرانی فی الکبير بسند صحيح)[2]

ترجمہ: ہمیں حکم دیا گیا کہ نماز پڑھیں اور زکٰوۃ دیں اور جو زکٰوۃ نہ دے اس کی نماز قبول نہیں۔ (اسے طبرانی نے المعجم الکبیر میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے)

سبحان اللہ! جب زکٰوۃ نہ دینے والے کی نماز، روزے، حج تک مقبول نہیں تو اس نفل خیرات نام کی کائنات سے کیا امید ہے بلکہ انہی سے اصبہانی کی روایت میں آیا کہ فرماتے ہیں:

من أقام الصلاة ولم يؤت الزكاة فليس بمسلم ينفعه عمله[3]

ترجمہ: جو نماز ادا کرے اور زکٰوۃ نہ دے وہ مسلمان نہیں کہ اسے اس کا عمل کام آئے۔

---

(1) مسند احمد بن حنبل، کتاب مسند الشاميين، باب حديث زياد بن نعيم الحضرمی رضی الله عنه، حديث ۱۸۲۶۴، الجزء السابع، الصفحة ۳۱۹، دار الكتب العلمية بيروت

(2) المعجم الكبير، كتاب العين، عبد الله بن مسعود الهذلي يكنى أبا عبد الرحمن، رقم الحديث ۱۰۰۹۵، الجزء العاشر، الصفحة ۱۲۷، مكتبة ابن تيمية القاهرة

مجمع الزوائد منبع الفوائد، كتاب الزكاة، باب فرض الزكاة المجلّد الثالث صفحه ۱۴۹، رقم الحديث ۴۳۲۹ مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت

(3) الترغيب والترهيب كتاب الصدقات، الترهيب من منع الزكاة وماجاء فی زكاة الحلی، الجزء الاول، الصفحة ۵۴۰، دار الفكر بيروت

الٰہی ! مسلمان کو ہدایت فرما۔آمین !

بالجملہ اس شخص نے آج تک جس قدر خیرات کی، مسجد بنائی، گاؤں وقف کیا، یہ سب امور صحیح ولازم تو ہو گئے کہ اب نہ دی ہوئی خیرات فقیر واپس کر سکتا ہے نہ کیے ہوئے وقف کو پھیر لینے کا اختیار رکھتا ہے نہ اس گاؤں کی توفیر

ادائے زکوٰۃ، خواہ اپنے اور کسی کام میں صرف کر سکتا ہے کہ وقف بعد تمامی لازم و حتمی ہو جاتا ہے جس کے ابطال کا ہر گز اختیار نہیں رہتا۔

مگر بااین ہمہ جب تک زکوٰۃ پوری پوری نہ ادا کرے ان افعال پر امید ثواب و قبول نہیں کہ کسی فعل کا صحیح ہو جانا اور بات ہے اور اس پر ثواب ملنا، مقبولِ بارگاہ ہونا اور بات ہے مثلاً اگر کوئی شخص دکھاوے کے لئے نماز پڑھے نماز صحیح تو ہو گئی، فرض اتر گیا، پر نہ قبول ہو گی نہ ثواب پائے گا بلکہ الٹا گناہگار ہو گا یہی حال اس شخص کا ہے۔

اے عزیز! اب شیطانِ لعین کہ انسان کا "عدوّ مبین" (یعنی کھلا دشمن) ہے بالکل ہلاک کر دینے اور یہ ذرا سا ڈورا جو قصدِ خیرات کا لگا رہ گیا ہے جس سے فقراء کو تو نفع ہے اسے بھی کاٹ دینے کے لئے یوں فقرہ سُجھائے (دھوکہ میں ڈالے) گا کہ جو خیرات قبول نہیں تو کرنے سے کیا فائدہ ؟۔ چلو اِسے بھی دور کر دو اور شیطان کی پوری بند گی بجالاؤ مگر اللہ عزَّوجلَّ کو تیری بھلائی اور عذابِ شدید سے رہائی منظور ہے وہ تیرے دل میں ڈالے گا کہ اس کے حکمِ شرع کا جواب یہ نہ تھا، جو اس دشمنِ ایمان (شیطان) نے تجھے سکھایا اور رہا سہا بالکل ہی متمرّد و سرکش بنایا بلکہ تجھے تو (ایسی) فکر کرنی تھی جس کے باعث عذابِ سلطانی سے بھی نجات ملتی اور آج تک کہ یہ وقف و مسجد و خیرات بھی سب مقبول ہو جانے کی امید پڑتی۔ بھلا غور کر وہ بات بہتر کہ بگڑتے ہوئے کام پھر بن جائیں، اکارت جاتی محنتیں از سر نو ثمرہ لائیں یا معاذ اللہ یہ بہتر کہ رہی سہی نام کو جو صورتِ بندگی باقی ہے، اسے بھی سلام کیجئے اور کھلے ہوئے سرکشوں، اشتہاری باغیوں میں نام لکھا لیجئے !۔ وہ نیک تدبیر یہی ہے کہ زکوٰۃ نہ دینے سے توبہ کیجئے آج تک کہ جتنی زکوٰۃ گردن پر ہے فوراً دل کی خوشی کے ساتھ اپنے رب کا حکم ماننے اور اسے راضی کرنے کو ادا کر دیجئے کہ شہنشاہِ بے نیاز کی درگاہ میں باغی غلاموں کی فہرست سے نام کٹ کر فرماں بردار بندوں کے دفتر میں چہرہ لکھا جائے۔ مہربان مولا جس نے جان عطا کی، اعضاء دیئے، مال دیا، کروڑوں نعمتیں بخشیں، اس کے حضور منہ اُجالا ہونے کی صورت نظر آئے اور مژدہ ہو، بشارت ہو، نوید ہو، تہنیت[1] ہو کہ ایسا کرتے ہی اب تک جس قدر خیرات دی ہے، وقف کیا ہے، مسجد بنائی ہے ان سب کی بھی مقبولیت کی امید ہو گی کہ جس جُرم کے باعث یہ قابل قبول نہ تھے، جب وہ زائل ہو گیا انہیں بھی بِاِذنِ اللہ تعالٰی

---

(1) مبارکباد، مبارک باد دینا۔

شرفِ قبولیت حاصل ہو گیا۔ چارۂ کار تو یہ ہے کہ آگے ہر شخص اپنی بھلائی بُرائی کا اختیار رکھتا ہے۔ مدتِ دراز گزرنے کے باعث اگر زکوٰۃ کا تحقیقی حساب نہ معلوم ہو سکے تو عاقبت پاک کرنے کے لئے بڑی سے بڑی رقم، جہاں تک خیال میں آسکے فرض کر لے کہ زیادہ جائے گا تو ضائع نہ جائے گا بلکہ تیرے رب مہربان کے پاس تیری حاجت کے وقت کے لئے جمع رہے گا، وہ اس کا کامل اجر جو تیرے حوصلہ و گمان سے باہر ہے عطا فرمائے گا اور کم کیا تو بادشاہِ قہّار کا مطالبہ جیسا ہزار روپیہ کا

ویسا ہی ایک پیسے کا۔ اگر بایں وجہ[1] کہ مال کثیر (ہے) اور قرنوں (مدتوں، کئی سالوں) کی زکوۃ ہے یہ رقم وافر دیتے ہوئے نفس کو درد پہنچے گا تو اول تو یہ ہی خیال کر لیجئے کہ قصور اپنا ہے (اگر) سال بہ سال دیتے رہتے تو گٹھڑی کیوں بندھ جاتی۔ پھر خدائے کریم عزَّوجَلَّ کی مہربانی دیکھئے، اس نے یہ حکم نہ دیا کہ غیروں ہی کو دیجئے بلکہ اپنوں کو دینے میں دونا ثواب رکھا ہے، ایک تصدّق[2] کا، ایک صلۂ رحم کا۔ تو جو اپنے گھر کے پیارے، دل عزیز ہوں جیسے بھائی، بھتیجے، بھانجے انہیں دے دیجئے کہ ان کا دینا چنداں ناگوار نہ ہو گا بس اتنا لحاظ کر لیجئے کہ نہ وہ غنی ہوں، نہ غنی باپ زندہ کے نابالغ بچے ہوں، نہ اُن سے علاقۂ زوجیت یا ولادت ہو یعنی نہ وہ اپنی اولاد میں، نہ آپ ان کی اولاد میں۔ پھر اگر رقم ایسی ہی فراواں[3] ہے کہ گویا ہاتھ بالکل خالی ہوا جاتا ہے تو دیئے بغیر تو چھٹکارا نہیں۔ خدا کے وہ سخت عذاب ہزاروں برس تک جھیلنے بہت دشوار ہیں۔ دنیا کی یہ چند سانسیں تو جیسے بنے گزر ہی جائیں گی، تاہم اگر یہ شخص اپنے اِن عزیزوں کو بہ نیّتِ زکوٰۃ دے کر قبضہ دلائے، پھر وہ ترس کھا کر بغیر اس کے جبر واِکراہ[4] کے، اپنی خوشی سے بطورِ ہبہ (تحفہ) جس قدر چاہیں واپس کر دیں تو سب کے لئے سراسر فائدہ ہے اس کے لئے یہ کہ خدا کے عذاب سے چھوٹا، اللہ تعالیٰ کا قرض و فرض ادا ہوا اور مال بھی حلال و پاکیزہ ہو کر واپس ملا۔ جو رہا وہ اپنے جگر پاروں کے پاس رہا۔ ان کے لئے یہ فائدے ہیں کہ دنیا میں مال ملا، عقبیٰ میں اپنے عزیز مسلمان بھائی پر ترس کھانے اور اُسے ہبہ کرنے اور اس کے ادائے زکوٰۃ میں مدد دینے سے ثواب پایا۔ پھر اگر اِن پر پورا اطمینان ہو تو زکوٰۃ (کا) سالہا سال حساب لگانے کی بھی حاجت نہ رہے گی۔ اپنا کل مال بطورِ تصدّق انہیں دے کر قبضہ دِلا دے پھر وہ جس قدر چاہیں اِسے اپنی طرف سے ہبہ کر دیں۔ کتنی ہی زکوٰۃ اس پر تھی سب ادا ہو گئی اور سب مطلب بر آئے اور فریقین نے ہر قسم کے دینی و دنیوی نفع پائے۔ مولیٰ عزَّوجَلَّ اپنے کرم سے توفیق عطا فرمائے۔ آمین آمین یا رب العالمین واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم۔[5] (فتاویٰ رضویہ جلد دہم، صفحہ ۱۷۹تا۱۸۳، مطبوعہ جامعہ نظامیہ، لاہور)[6]

---

(1) اس وجہ سے

(2) صدقہ کرنے کا

(3) بہت زیادہ، وافر

(4) زبردستی

(5) (اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جاننے والا ہے اور اس کا علم کامل و اکمل ہے۔)

(۲) ملتقطاً از فتاویٰ رضویہ کتاب الزکوٰۃ، جلد ۱۰، صفحہ ۱۷۹تا۱۸۳، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور)

زکٰوۃ فرض ہے اور اس کا منکر کافر، ادا نہ کرنے والا فاسق اور قتل کا مستحق اور ادا میں دیر کرنے والا گناہ گار[1] اور مردود الشہادۃ ہے[2]۔

زکٰوۃ کا وجوب چند شرائط پر ہے

(۱) مسلمان ہونا، (کیونکہ) کافر پر زکٰوۃ نہیں۔ (۲) بلوغ ، غیرِ بالغ (نابالغ) پر زکٰوۃ نہیں (۳) عقل (بے عقل، مجنون پر زکٰوۃ نہیں) (۴) آزاد ہونا، غلام پر نہیں (۵) مال بقدرِ نصاب اُس کی ملک میں ہونا (نصاب کی تفصیل کتبِ فقہ میں ہے)

(۶) نصاب کا دین[3] سے فارغ ہونا (۷) پورے مال کا مالک ہونا (مال پہ قبضہ و اختیار ہونا) (۸) مالِ نصاب حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو۔ حاجتِ اصلیہ یعنی جس کی طرف زندگی بسر کرنے میں آدمی کو ضرورت ہے اس پر زکٰوۃ نہیں جیسے رہنے کا مکان، جاڑے گرمیوں میں پہننے کے کپڑے، خانہ داری کے سامان، سواری کے جانور، آلاتِ حرب، پیشہ وروں کے اوزار، اہلِ علم کے لئے حاجت کی کتابیں، کھانے کا غلہ وغیرہ[4]۔ (۹) مال نامی ہو یعنی بڑھنے والا خواہ حقیقتاً یا حکماً

خلاصہ یہ کہ زکٰوۃ تین قسم کے مال پر ہے ۔ (۱) ثمن (سونا، چاندی) (۲) مالِ تجارت (۳) سائمہ یعنی جانور ۔ تفصیل کتب فقہ میں ہے۔ (۱۰) سال گزرنا۔ سال سے مراد قمری سال مراد ہے یعنی چاند کے مہینوں سے بارہ ماہ۔

فائدہ: سالِ تمام پر فوراً زکٰوۃ ادا کرنا واجب ہے۔ پیشگی ادائیگی کے لئے ماہ رمضان بہتر ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر مسلمان اپنی زکٰوۃ ماہ رمضان میں ادا کرتے ہیں۔

مسئلہ: قریبی رشتہ داروں کو زکٰوۃ دینے سے دوگنا ثواب ہے۔ ایک صلہ رحمی کا اور ایک تصدّق کا لیکن بہتر اور اعلیٰ دینی، اسلامی طلبہ اور مدارسِ عربیہ میں جمع کرانے کا ہے کہ اس سے علومِ اسلامی کو فروغ ہوگا تو اجر و ثواب بے حساب نصیب ہوگا۔

مسئلہ: عزیزوں میں ذی رحم محرم پھر باقی ذی رحم۔

انتباہ: سال پورے ہونے پر فی الفور زکٰوۃ واجب ہو جاتی ہے حتیٰ کہ بغیر عذر تاخیر گناہ ہے اگر اسی حالت میں موت آگئی تو قریب موت گنہگار ہوگا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ

---

(۱) ملخّص از الفتاویٰ الهندیة، کتاب الزکاۃ، الباب الاوّل فی تفسیرھا و صفتھا و شرائطھا، جلد ۱، صفحہ ۱۸۸ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

(2) فتاویٰ رضویہ کتاب الزکٰوۃ، جلد ۱۰، صفحہ ۸۰ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ، اندرونِ لوہاری دروازہ، لاہور)

(3) جو چیز وَاجِب فِی الذِّمہ (یعنی کسی کے ذمہ واجب) ہو کسی "عقد" مثلاً "بیع" یا "اِجارہ" کی وجہ سے یا کسی چیز کے ہلاک کرنے سے اس کے ذمہ "تاوان" واجب ہوا یا "قرض" کی وجہ سے واجب ہوا، اِن سب کو "دَین" کہتے ہیں۔ "دَین" کی ایک خاص صورت کا نام "قرض" ہے جس کو لوگ "دستگرداں (استعمال کے لیے کوئی چیز لینا پھر واپس کر دینا اور اس کے ثبوت کے لیے تحریر نہ لکھنا)" کہتے ہیں ہر "دَین" کو آج کل لوگ "قرض" بولا کرتے ہیں یہ "فقہ" کی اِصطلاح کے خلاف ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۱، ص ۱۳۰)

(4) الفتاویٰ الهندیة، کتاب الزکاۃ، الباب الاوّل فی تفسیرھا و صفتھا و شرائطھا، جلد ۱، صفحہ ۱۹۰ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

”یہی دین میں احوط اور شیطان کے مکر کو دفع کرنے والا اور فقراء مسلمین کے لئے زیادہ نافع ہے“۔[1]

حکایت

حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے ایک قبائے نفیس بنوائی۔ طہارت خانے میں تشریف لے گئے وہاں خیال آیا کہ اسے راہِ خدا میں دیجئے۔ فوراً خادم کو بلایا، وہ قریبِ دیوار حاضر ہوا۔ حضور نے قبائے معلی اُتار کر دی کہ فلاں محتاج کو دے آ۔ جب باہر رونق افروز ہوئے خادم نے عرض کی اس درجہ تعجیل کی کیا وجہ تھی؟ فرمایا: کیا معلوم تھا کہ باہر آتے آتے نیت میں فرق آجاتا۔[2]

تبصرۂ اویسی غفرلہ

وہ جلیل القدر امام جو آیتِ تطہیر کے سچے مِصداق ہیں پھر ہم تم کون کہ ہر وقت مسخرۂ دستِ شیطان ہیں۔ اسی لئے زکوٰۃ دہندگان کو ضروری ہے کہ وہ زکوٰۃ دینے میں نہایت ہی جلدی کریں۔ شرعی مجبوری سے تاخیر ہو تو کوئی حرج نہیں۔

مصارفِ زکوۃ

کن لوگوں کو زکوٰۃ دینی ہے اس کی تفصیل خود اللہ عزَّوجلَّ نے بتادی اور اس کی تفسیر اس کے پیارے رسول ﷺ نے بتادی۔

چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○

(پارہ ۱۰، سورۃ التوبۃ، آیت ۶۰)

ترجمہ کنزالایمان: زکوٰۃ تو انہیں لوگوں کے لئے ہے (جو) محتاج اور نرے نادار (مسکین)[3] اور جو اسے تحصیل کرکے لائیں[1] اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے[2] اور گردنیں چھوڑانے میں اور قرض داروں کو اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کو، یہ ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کا اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

---

(1) (فتاویٰ رضویہ، کتاب الزکوۃ، جلد ۱۰، صفحہ ۷۹، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ، اندرونِ لوہاری دروازہ، لاہور)

(2) (فتاویٰ رضویہ، کتاب الزکوۃ، جلد ۱۰، صفحہ ۸۴، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ، اندرونِ لوہاری دروازہ، لاہور)

(3) مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ وہ سوال کر سکتا ہے

احادیثِ مبارکہ

(۱) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِیَادٍ أَنَّهُ سَمِعَ زِیَادَ بْنَ نُعَیْمٍ الْحَضْرَمِیَّ أَنَّهُ سَمِعَ زِیَادَ بْنَ الْحَارِثِ الصُّدَائِیَّ قَالَ أَتَیْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَبَایَعْتُهُ فَذَکَرَ حَدِیثًا طَوِیلاً قَالَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ أَعْطِنِی مِنَ الصَّدَقَةِ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ اللهَ تَعَالَی لَمْ یَرْضَ بِحُکْمِ نَبِیٍّ وَلاَ غَیْرِهِ فِی الصَّدَقَاتِ حَتَّی حَکَمَ فِیهَا هُوَ فَجَزَّأَهَا ثَمَانِیَةَ أَجْزَاءٍ فَإِنْ کُنْتَ مِنْ تِلْکَ الأَجْزَاءِ أَعْطَیْتُکَ حَقَّکَ (3)

ترجمہ: عبدالرحمان بن زیاد نے زیاد بن نعیم حضرمی سے جبکہ انہوں نے حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے بیعت ہوا اور طویل حدیث بیان کی۔ (آخر میں آپ نے) کہا کہ ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ مجھے مالِ زکوٰۃ سے کچھ عطا فرمایئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مالِ زکوٰۃ کے بارے میں کسی نبی وغیرہ کے حکم پر راضی نہیں ہوا۔ بلکہ اس کے متعلق خود حکم فرمایا اور اسے آٹھ قسم کے آدمیوں پر تقسیم فرمایا اگر تم ان آٹھ قسموں میں سے ہو تو میں تمہیں تمہارا حق دے دیتا ہوں۔

(۲) عَنْ زَیْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: لاَ تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِیٍّ إِلاَّ لِخَمْسَةٍ لِغَازٍ فِی سَبِیلِ اللهِ أَوْ لِعَامِلٍ عَلَیْهَا أَوْ لِغَارِمٍ أَوْ لِرَجُلٍ اشْتَرَاهَا بِمَالِهِ أَوْ لِرَجُلٍ کَانَ لَهُ جَارٌ مِسْکِینٌ فَتُصُدِّقَ عَلَی الْمِسْکِینِ فَأَهْدَاهَا الْمِسْکِینُ لِلْغَنِیِّ (4)

ترجمہ: زید بن اسلم نے عطاء بن یسار سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ غنی کے لئے صدقہ حلال نہیں مگر پانچ (طرح کے غنی) اشخاص کے لئے (حلال و جائز ہے) (۱) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا (۲) صدقہ پر عامل (۳) قرض داروں کے لئے (۴) وہ شخص جو اپنے صدقہ کو مال کے ذریعے سے خرید لے (۵) وہ شخص جس کا ہمسایہ مسکین ہو اور اس نے مسکین کو صدقہ دیا اور اس مسکین نے وہ مال کسی غنی کو ہدیہ میں دے دیا۔

اور احمد و بیہقی کی دوسری روایت میں مسافر کے لئے بھی جواز آیا ہے۔ (5)

(۳) بیہقی نے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی آپ نے فرمایا:

صدقۂ مفروضہ (یعنی زکوٰۃ و فطرۃ) میں اولاد اور والد کا حق نہیں۔ (6)

---

(1) مالِ زکوٰۃ وصول کرنے والے۔

(2) مؤلّفۃ القلوب کے تحت خلیفۂ اعلٰحضرت صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی خزائن العرفان میں لکھتے ہیں؛ ان میں سے مولّفۃ القلوب باِجماع صحابہ ساقط ہو گئے کیونکہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ دیا تو اب اس کی حاجت نہ رہی۔ یہ اجماع زمانۂ صدیق میں منعقد ہوا۔

(3) (سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب من یعطی من الصدقۃ وحد الغِنی، الجزء ۵ صفحہ ۲۷۳، رقم الحدیث ۱۶۳۰ مطبوعہ مکتبۃ المعارف، الریاض۔)

(4) سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب من یجوز لہ أخذ الصدقۃ و ھو غنی، جلد ۵، صفحہ ۲۸۴، رقم الحدیث ۱۶۳۵، مطبوعہ مکتبۃ المعارف، الریاض

(5) مسند أحمد، مسند أبی سعید الخدری، رقم الحدیث ۱۱۵۷۲، الجزء الخامس، الصفحۃ ۸۵، دار الکتب العلمیۃ بیروت

(6) قَالَ عَلِیُّ بْنُ أَبِی طَالِبٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: لَیْسَ لِوَلَدٍ وَلاَ لِوَالِدٍ حَقٌّ فِی صَدَقَةٍ مَفْرُوضَةٍ

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے نبی ہاشم! تم اپنے نفس پر صبر کرو کہ صدقات آدمیوں کے دھوون ہیں۔ (1)

امام احمد و مسلم مطلب بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے صدقہ جائز نہیں کہ یہ تو آدمیوں کے میل ہیں۔ (2)

اور ابن سعد کی روایت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ؛

"اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اور میری اہلِ بیت پر صدقہ حرام فرمادیا۔ (3)

اور ترمذی و نسائی و حاکم کی روایت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

ہمارے کے لئے صدقہ حلال نہیں اور جس قوم کا آزاد کردہ غلام ہو وہ انہیں میں سے ہے۔ (4)

صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدقہ کے خرما (کھجور) میں سے ایک خرما لے کر منہ میں رکھ لیا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تھو تھو" کہ اسے نکال (کر پھینک) دیں پھر فرمایا: کیا تمھیں نہیں معلوم کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔ (5)

(السنن الكبرى للبيهقى، كتاب قسم الصدقات، باب لا يعطيها من تلزمه نفقته من ولده و والديه من سهم الفقراء والمساكين، رقم الحديث ١٣٢٢٩، الجزء السابع، الصفحة ٤٥، دار الكتب العلمية بيروت)

(1) اصْبِرُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ يَابني هَاشِمٍ فَإِنَّمَا الصَّدَقَاتُ غُسَالاتُ النَّاسِ

(المعجم الكبير، أبو حمزة الخولانى عن ابن عباس، رقم الحديث ١٢٩٨٠، الجزء الثانى عشر، الصفحة ٢٣٥، مكتبة ابن تيمية القاهرة

(2) الجامع لشعب الايمان، فصل فيمن أتاه الله مالا من غير مسألة، الجزء ٨، رقم الحديث ٣٢٧٩، الجزء الخامس، الصفحة ١٨٤، مكتبة الرشد الرياض

عن الحسن، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: حصنوا أموالكم بالزكاة، وداووا امرضاكم بالصدقة، واستقبلوا أمواج البلاء بالدعاء والتضرع

مراسيل أبي داؤد باب في الزكاة، رقم الحديث ١٠٥، الصفحة ٢١٠، دار الصميعى الرياض

(3) الجامع لشعب الايمان، فصل فيمن أتاه الله مالا من غير مسألة، الجزء ٨، رقم الحديث ٣٢٧٩، الجزء الخامس، الصفحة ١٨٤، مكتبة الرشد الرياض

عن الحسن، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: حصنوا أموالكم بالزكاة، وداووا امرضاكم بالصدقة، واستقبلوا أمواج البلاء بالدعاء والتضرع

مراسيل أبي داؤد باب في الزكاة، رقم الحديث ١٠٥، الصفحة ٢١٠، دار الصميعى الرياض

(4) (إِنَّ الصَّدَقَةَ لاتَحِلُّ لَنَا وَإِنَّ مَوَالِيَ الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ

سنن الترمذى، كتاب الزكاة عن رسول الله، باب ماجاء فى كراهية الصدقة للنبى صلى الله عليه وسلم وأهل بيته ومواليه، صفحه ١٦٥، رقم الحديث ٦٥٧ مطبوعه مكتبة المعارف رياض

السنن الكبرى، للنسائي كتاب الزكاة، باب مولى القوم منهم، رقم الحديث ٢٤٠٥، الجزء الثالث، الصفحة ٨٦، مؤسسة الرسالة بيروت

(المستدرک بتعلیق الذهبي كتاب الزكاة الجزء ٢ صفحه ٣٦ رقم الحديث 1468

(5) صحيح البخارى، كتاب الزكاة، باب مايذكر فى الصدقة للنبى صلى الله عليه وسلم، صفحه ٣٦٣، رقم الحديث ١٤٩١ مطبوعه دار ابن كثير بيروت)

خلاصہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلِ بیت کے لئے صدقاتِ واجبہ ناجائز ہیں۔

مصارِف کی تفصیل

زکوٰۃ کے مصارف سات ہیں۔

(۱) فقیر (۲) مسکین (۳) عامل (۴) رقاب (۵) غارم (۶) فی سبیل اللہ (۷) ابن السبیل۔

فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ ہو مگر نہ اتنا کہ نصاب کو پہنچ جائے یا نصاب کی قدر ہو تو اس کی حاجت اصلیہ میں مستغرق ہو مثلاً رہنے کا مکان، پہننے کے کپڑے، خدمت کے لئے لونڈی، غلام، علمی شغل رکھنے والے کو دینی کتابیں جو اس کی ضرورت سے زیادہ نہ ہوں۔ یونہی اگر مدیون[1] ہے اور دَین نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے تو فقیر ہے اگرچہ اس کے پاس ایک تو کیا کئی نصابیں ہوں (ردّ المحتار وغیرہ)[2]۔

مسئلہ: فقیر اگر عالم ہو تو اسے دینا جاہل کو دینے سے افضل ہے[3]۔ مگر عالم کو دے تو اس کا لحاظ رکھے کہ اس کا اعزاز مدِّ نظر ہو، ادب کے ساتھ دے جیسے چھوٹے بڑوں کو نذر دیتے ہیں۔ اور معاذ اللہ عالمِ دین کی حقارت اگر قلب میں آئے تو یہ ہلاکت اور بہت سخت ہلاکت ہے۔

(۲) مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کیلئے اس کا محتاج ہے کہ لوگوں سے سوال کرے اور اسے سوال حلال ہے۔ فقیر کو سوال ناجائز ہے کہ جس کے پاس کھانے اور بدن چھپانے کو ہو اُسے بغیر ضرورت و مجبوری سوال حرام ہے۔ (عالمگیری)[4]

(۳) عامل وہ ہے جسے بادشاہِ اسلام نے زکوٰۃ اور عشر وصول کرنے کے لئے مقرر کیا۔ اسے کام کے لحاظ سے اتنا دیا جائے کہ اُس کو اور اُس کے مددگاروں کو متوسط طور پر کافی ہو مگر اتنا نہ دیا جائے کہ جو وصول کر لایا ہے اس کے نصف سے زیادہ ہو جائے۔

(درّ مختار وغیرہ)[5]

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب تَحْرِيمِ الزَّكَاةِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَعَلَى آلِهِ، رقم الحدیث ۲۳۶۲ (باختلاف کلماتٍ) صفحہ۴۸۸ مطبوعہ دارالفکر بیروت)

(1) مقروض

(2) (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الزکاۃ، بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّكَاةِ وَالْعُشْرِ جلد۳ صفحہ ۲۸۴ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان)

(3) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱، صفحہ ۲۰۶ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)

(4) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱، صفحہ ۲۰۶ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)

(5) (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الزکاۃ، بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّكَاةِ وَالْعُشْرِ جلد۳ صفحہ ۲۸۴ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان)

مسئلہ: عامل اگرچہ غنی ہو اپنے کام کی اجرت لے سکتا ہے اور ہاشمی ہے تو اس کو مالِ زکوٰۃ میں سے دینا بھی ناجائز اور اسے لینا بھی ناجائز اگر کسی اور مد سے دیں تو لینے میں بھی حرج نہیں۔(عالمگیری)[1]

مسئلہ: زکوٰۃ کا مال عامل کے پاس سے جاتا رہا تو اب اسے کچھ نہ ملے گا مگر دینے والوں کی زکاتیں ادا ہو گئیں۔(عالمگیری)[2]

مسئلہ: کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ خود لے جا کر بیت المال میں دے آیا تو اس کا معاوضہ عامل نہیں پائے گا۔(عالمگیری)[3]

مسئلہ: وقت سے پہلے معاوضہ لے لیا یا قاضی نے دیدیا یہ جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ پہلے نہ دیں اگر پہلے لے لیا اور وصول کیا ہوا مال ہلاک ہو گیا تو ظاہر یہ کہ واپس نہ لیں گے۔(عالمگیری)[4]

(۴) رقاب سے مراد مکاتب غلام[5] کو دینا کہ اس مالِ زکوٰۃ سے بدلِ کتابت ادا کرے اور غلامی سے اپنی گردن رہا کرے۔ (کتب عامہ)[6]

مسئلہ: غنی کے مکاتب کو بھی مالِ زکوٰۃ دے سکتے ہیں اگرچہ معلوم ہے کہ یہ غنی کا مکاتب ہے۔ مکاتب پورا بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو گیا اور پھر بدستور (پہلے کی طرح) غلام ہو گیا تو جو کچھ اُس نے مال زکوٰۃ لیا ہے اس کو مولیٰ تصرف میں لا سکتا ہے اگرچہ غنی ہو۔ (درّ مختار وغیرہ)[7]

مسئلہ: مکاتب کو جو زکوٰۃ دی گئی وہ غلامی سے رہائی کے لئے ہے مگر اب اِسے اِختیار ہے دیگر مصارف میں بھی خرچ کر سکتا ہے اگر مکاتب کے پاس بقدر نصاب مال ہے اور بدل کتابت سے بھی زیادہ ہے جب بھی زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔(ردّ المحتار)[8] مگر ہاشمی کے مکاتب کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔(عالمگیری)[9]

(۵) **مسئلہ:** غارم سے مراد مدیون (قرض دار) ہے یعنی اس پر اتنا دَین ہو کہ اسے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے اگرچہ اس کا اوروں پر باقی ہو مگر لینے پر قادر نہ ہو مگر شرط یہ ہے کہ مدیون ہاشمی نہ ہو۔(درّ مختار وغیرہ)[1]

---

(1) (از الفتاویٰ الهندیة، کتاب الزکاة، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱، صفحه ۲۰۶ قدیمی کتب خانه مقابل آرام باغ کراچی)

(2) (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الزکاة، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱، صفحه ۲۰۶ قدیمی کتب خانه مقابل آرام باغ کراچی)

(3) (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الزکاة، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱، صفحه ۲۰۶ قدیمی کتب خانه مقابل آرام باغ کراچی)

(4) حوالہ مذکورہ۔

(5) مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس سے اس کے آقا نے اس کی آزادی کے لئے کچھ قیمت ادا کرنا طے کی ہو۔ فی زمانہ رِقاب موجود نہیں

(6) (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الزکاة، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱، صفحه ۲۰۶ قدیمی کتب خانه مقابل آرام باغ کراچی)

(7) (الدر المختار شرح تنویر الابصار و جامع البحار، کتاب الزکاة، باب المصرف، صفحه ۱۳۷ دار الکتب العلمیه بیروت لبنان

(8) (رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الزکاة، بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّكَاةِ وَالْعُشْرِ جلد ۳ صفحه ۲۸۷ مکتبه امدادیه ملتان پاکستان)

(9) (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الزکاة، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱، صفحه ۲۰۷ قدیمی کتب خانه مقابل آرام باغ کراچی)

(۶) فی سبیل اللہ یعنی راہ خدا میں خرچ کرنا۔ اس کی چند صورتیں ہیں مثلاً کوئی شخص محتاج ہے کہ جہاد میں جانا چاہتا ہے سواری اور زادِ راہ اس کے پاس نہیں، تو اسے مال زکوٰۃ دے سکتے ہیں کہ یہ راہ خدا میں دینا ہے اگرچہ وہ کمانے پر قادر ہو یا کوئی حج کو جانا چاہتا ہے اور اس کے پاس مال نہیں اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں مگر اسے حج کے لئے سوال کرنا جائز نہیں یا طالبعلم کہ علم دین پڑھتا یا پڑھنا چاہتا ہے اسے دے سکتے ہیں کہ یہ بھی راہ خدا میں دینا ہے بلکہ طالبعلم سوال کر کے بھی مالِ زکوٰۃ لے سکتا ہے جب کہ اس نے اپنے آپ کو اسی کام کے لئے فارغ کر رکھا ہو اگرچہ کسب پر قادر ہو یوہیں ہر نیک بات میں زکوٰۃ صرف کرنا فی سبیل اللہ ہے جب کہ بطور تملیک ہو کہ بغیر تملیک زکوٰۃ ادا نہیں ہو سکتی۔ (درّ مختار وغیرہ)[2]

مسئلہ: بہت سے لوگ مال زکوٰۃ اسلامی مدارس میں بھیج دیتے ہیں ان کو چاہیے کہ متولی مدرسہ کو اطلاع دیں کہ یہ مال زکوٰۃ ہے تاکہ متولی اس مال کو جدا رکھے اور مال میں نہ ملائے اور غریب طلبہ پر صرف کرے، کسی کام کی اجرت میں نہ دے ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہو گی۔

(بہار شریعت حصّہ پنجم، باب "مال زکوۃ کن لوگوں پر صَرف کیا جائے؟")

(۷) ابنُ السبیل یعنی مسافر جس کے پاس مال نہ رہا، زکوٰۃ لے سکتا ہے اگرچہ اُس کے گھر مال موجود ہو مگر اُسی قدر لے جس سے حاجت پوری ہو جائے، زیادہ کی اجازت نہیں۔ یوہیں اگر مالکِ نصاب کا مال کسی میعاد تک کیلئے دوسرے پر دَین ہے اور ہنوز (ابھی تک) میعاد پوری نہ ہوئی اور اب اُسے ضرورت ہے یا جس پر اُس کا آتا ہے وہ یہاں موجود نہیں یا موجود ہے مگر نادار ہے یا دین سے منکر ہے اگرچہ یہ ثبوت رکھتا ہو تو ان سب صورتوں میں بقدر ضرورت زکوٰۃ لے سکتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ قرض ملے تو قرض لے کر کام چلائے۔

(عالمگیری، درّ مختار)[3]

اور اگر دَین معجّل ہے یا میعاد پوری ہوگئی اور مدیون غنی حاضر ہے اور اقرار بھی کرتا ہے تو زکوٰۃ نہیں لے سکتا کہ اُس سے لے کر اپنی ضرورت میں صرف کر سکتا ہے لہٰذا حاجت مند نہ ہوا۔ اور یاد رکھنا چاہیے کہ قرض جسے عرف میں لوگ دستگرداں کہتے ہیں شرعاً ہمیشہ معجّل ہوتا ہے کہ جب چاہے اس کا مطالبہ کر سکتا ہے اگرچہ ہزار عہد وپیمان و وثیقہ و تمسک کے ذریعہ سے اس میں میعاد مقرر کی ہو کہ اتنی

---

(1) (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الزکاۃ، بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّكَاةِ وَالْعُشْرِ جلد۳ صفحہ ۲۸۹ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان)

(2) ملتقط من ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الزکاۃ، بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّكَاةِ وَالْعُشْرِ جلد۳ صفحہ ۲۸۹ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان)

(3) ملتقطاً از الفتاوی الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱، صفحہ ۲۰۷ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)

ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الزکاۃ، بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّكَاةِ وَالْعُشْرِ جلد۳ صفحہ ۲۹۰ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان)

مدّت کے بعد دیا جائے گا اگرچہ یہ لکھ دیا ہو کہ اُس میعاد سے پہلے مطالبہ کا اختیار نہ ہوگا اگر مطالبہ کرے تو باطل و نا مسموع (قابل قبول نہ) ہوگا کہ یہ سب شرطیں باطل ہیں اور قرض دینے والے کو ہر وقت مطالبے کا اختیار ہے۔ (درمختار وغیرہ)[1]

مسئلہ: مسافر یا اس مالک نصاب نے جس کا اپنا مال دوسرے پر دَین ہے بوقتِ ضرورت مالِ زکوٰۃ بقدرِ ضرورت لیا پھر اپنا مال مل گیا مثلاً مسافر گھر پہنچ گیا یا مالکِ نصاب کا دَین وصول ہو گیا، جو کچھ زکوٰۃ میں کا باقی ہے اب بھی اپنے صرف (استعمال) میں لا سکتا ہے۔[2]

مسئلہ: زکوٰۃ دینے والے کو اختیار ہے کہ ان ساتوں قسموں کو دے یا ان میں کسی ایک کو دے دے۔ خواہ ایک قسم کے چند اشخاص کو یا ایک کو اور مالِ زکوٰۃ اگر بقدرِ نصاب نہ ہو تو ایک کو دینا افضل ہے اور ایک شخص کو بقدرِ نصاب دے دینا مکروہ مگر دے دیا تو ادا ہو گئی۔ ایک شخص کو بقدرِ نصاب دینا مکروہ اُس وقت ہے کہ وہ فقیر مدیون نہ ہو اور مدیون ہو تو اتنا دے دینا کہ دَین نکال کر کچھ نہ بچے یا نصاب سے کم بچے مکروہ نہیں۔ یوں ہی اگر وہ فقیر بال بچوں والا ہے کہ اگرچہ نصاب یا زیادہ ہے مگر اہل و عیال پر تقسیم کریں تو سب کو نصاب سے کم ملتا ہے تو اس صورت میں بھی حرج نہیں۔ (عالمگیری)[3]

قواعدِ مصارف

قاعدہ 1: زکوٰۃ ادا کرنے میں یہ ضروری ہے کہ جسے دیں مالک بنا دیں اباحت کافی نہیں لہٰذا مالِ زکوٰۃ مسجد میں صرف کرنا یا اس سے میت کو کفن دینا یا میت کا دَین ادا کرنا یا غلام آزاد کرنا، پل، سرائے،[4] مدرسہ، سقایہ[5] سڑک بنوا دینا، نہر یا کنواں کھدوا دینا ان افعال میں خرچ کرنا یا کتاب وغیرہ خرید کر وقف کر دینا ناکافی ہے۔ (جوہرہ، تنویر، عالمگیری)[6]

مسئلہ: فقیر پر دَین ہے اس کے کہنے سے مالِ زکوٰۃ سے وہ دَین ادا کیا گیا زکوٰۃ ادا ہو گئی اور اگر اس کے حکم سے نہ ہو تو زکوٰۃ ادا نہ ہوئی اور اگر فقیر نے اجازت دی مگر ادا سے پہلے مر گیا اور یہ دَین مالِ زکوٰۃ سے ادا کر دیں تو زکوٰۃ ادا نہ ہو گی۔ (درمختار)[7] ان چیزوں میں مالِ زکوٰۃ صرف کرنے کا حیلہ مشہور ہے اور وہ جائز ہے۔

---

(1) بہار شریعت جلد اوّل حصّہ پنجم، مال زکوٰۃ کن لوگوں کو دیا۔

(2) بہار شریعت جلد اوّل حصّہ پنجم، مال زکوٰۃ کن لوگوں کو دیا۔

(3) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱، صفحہ ۲۰۷ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)

(4) مسافر خانہ۔

(5) پانی پلانا، پانی کی سبیل۔

(6) (از الجوھرۃ النیرۃ، کتاب الزکاۃ، باب من یجوز دفع الصدقۃ الیہ ومن لا یجوز، الجزء ۱ صفحہ ۱۳۳ مکتبہ رحمانیہ اقرأ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاھور)

الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱، صفحہ ۲۰۷ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)

(الدر المختار شرح تنویر الابصار و جامع البحار، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، صفحہ ۱۳۷ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

(7) (الدر المختار شرح تنویر الابصار و جامع البحار، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، صفحہ ۱۳۷ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

قاعدہ2: اپنی اصل یعنی ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ جن کی اولاد میں یہ ہے اور اپنی اولاد بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی وغیرہم کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔ یونہی صدقہ فطر ونذر وکفارہ بھی انہیں نہیں دے سکتا۔ رہا صدقۂ نفل وہ دے سکتا ہے بلکہ بہتر ہے۔ (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہ)[1]

مسئلہ: بہو اور داماد اور سوتیلی ماں یا سوتیلے باپ یا زوجہ کی اولاد یا شوہر کی اولاد کو دے سکتا ہے اور رشتہ داروں میں جس کا نفقہ اُس کے ذمہ واجب ہے اسے زکوٰۃ دے سکتا ہے جب کہ نفقہ میں محسوب نہ کرے۔ (ردالمحتار)[2]

مسئلہ: ماں باپ محتاج ہوں اور حیلہ کرکے زکوٰۃ دینا چاہتا ہے کہ یہ فقیر کو دیدے، پھر فقیر اُنہیں دے یہ مکروہ ہے۔ (ردالمحتار)[3] یونہی حیلہ کرکے اولاد کو دینا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ: اپنے یا اپنی اصل یا اپنی فرع یا اپنے زوج یا اپنی زوجہ کے غلام یا مکاتب یا مدبر یا امّ ولد یا اس غلام کو جس کے کسی جز کا یہ مالک ہوا اگرچہ بعض حصہ آزاد ہوچکا ہو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔ (عالمگیری)[4]

مسئلہ: عورت شوہر کو اور شوہر عورت کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا اگرچہ طلاق بائن بلکہ تین طلاقیں دے چکا ہو جب تک عدت میں ہے اور عدت پوری ہوگئی تو اب دے سکتا ہے۔ (درِمختار، ردالمحتار)[5]

قاعدہ3: جو شخص مالکِ نصاب ہو (جب کہ وہ چیز حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو یعنی مکان، سامان خانہ داری، پہننے کے کپڑے، خادم، سواری کا جانور، ہتھیار، اہلِ علم کے لئے کتابیں جو اس کے کام میں ہوں کہ یہ سب حاجت اصلیہ سے ہیں اور وہ چیز ان کے علاوہ ہوا اگرچہ اس پر سال نہ گزرا ہو اگرچہ وہ مال نامی نہ ہو) ایسے کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں (ردالمحتار)[6] اور نصاب سے مراد یہاں یہ ہے کہ اس کی قیمت دوسو درہم ہوا گرچہ وہ خود اتنی نہ ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو مثلاً چھ تولہ سونا جب دوسو درہم قیمت کا ہو تو جس کے پاس ہے اگرچہ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں کہ سونے کی نصاب ساڑھے سات تولے ہے مگر اس شخص کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے یا اس کے پاس تیس بکریاں یا

---

(1) الفتاویٰ الھندیة، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱، صفحہ ۲۰۷ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)
ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الزکاۃ، تعریف الزکوٰۃ جلد ۳ صفحہ ۱۷۳ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان)
(2) ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الزکاۃ، بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّكَاةِ وَالْعُشْرِ جلد ۳ صفحہ ۲۹۳ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان)
(3) يُكْرَهُ أَنْ يُحْتَالَ فِي صَرْفِ الزَّكَاةِ إلَى وَالِدَيْهِ الْمُعْسِرَيْنِ بِأَنْ تَصَدَّقَ بِهَا عَلَى فَقِيرٍ ثُمَّ صَرَفَهَا الْفَقِيرُ إلَيْهِمَا كَمَا فِي الْقُنْيَةِ
ردّالمحتار کتاب الزکاۃ، باب المصرف، تحت قولہ وقدّمنا انّ الحیلة، جلد ۳، صفحہ ۲۹۴ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان)
(4) (از الفتاویٰ الھندیة، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱، صفحہ ۲۰۷ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)
(5) الدر المختار شرح تنویر الابصار وجامع البحار، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، صفحہ ۱۳۷ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الزکاۃ، بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّكَاةِ وَالْعُشْرِ جلد ۳ صفحہ ۲۹۴ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان)
(6) ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الزکاۃ، بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّكَاةِ وَالْعُشْرِ جلد ۳ صفحہ ۲۹۷ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان)

بیس گائیں ہوں جن کی قیمت دو سو درہم ہے اس کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے اگرچہ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں یا اس کے پاس ضرورت کے سوا اسباب ہیں جو تجارت کے لئے بھی نہیں اور وہ دو سو درہم کے ہیں تو اسے زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

مسئلہ: صحیح تندرست کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اگرچہ کمانے پر قدرت رکھتا ہو مگر اسے سوال کرنا جائز نہیں۔(عالمگیری وغیرہ)[1]

مسئلہ: جو شخص مالک نصاب ہے اس کے غلام کو بھی زکوٰۃ نہیں دے سکتے اگرچہ غلام اپاہج ہو اور اس کا مولیٰ کھانے کو بھی نہیں دیتا یا اس کا مالک غائب ہو مگر مالک نصاب کے مکاتب کو اور اس ماذون کو دے سکتے ہیں جو خود اور اس کا مال دَین میں مستغرق ہو۔ یوہیں غنی مرد کے نابالغ بچے کو بھی نہیں دے سکتے اور غنی کی بالغ اولاد کو دے سکتے ہیں جب کہ فقیر ہوں۔(عالمگیری، درِ مختار)[2]

مسئلہ: غنی کی بیوی کو دے سکتے ہیں جبکہ مالکِ نصاب نہ ہو یونہی غنی کے باپ کو دے سکتے ہیں جبکہ فقیر ہے۔(عالمگیری)[3]

مسئلہ: جس عورت کا دَینِ مہر اس کے شوہر پر باقی ہے۔ اگرچہ وہ بقدرِ نصاب ہو، اگرچہ شوہر مال دار ہو، ادا کرنے پر قادر ہو اُسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔(جوہرہ نیّرہ)[4]

مسئلہ: جس بچہ کی ماں مالک نصاب ہے اگرچہ اس کا باپ زندہ نہ ہو اسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔[5]

مسئلہ: جس کے پاس دکان یا مکان ہے جسے کرایہ پر اٹھاتا ہے اور اس کی قیمت مثلاً تین ہزار ہو مگر کرایہ اتنا نہیں جو اس کی اور بال بچوں کی خورش (خوراک) کو کافی ہو سکے تو اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یوہیں اس کی ملکیت میں کھیت ہیں جن کی کاشت کرتا ہے مگر پیداوار اتنی نہیں جو سال بھر کی خورش کے لئے کافی ہو اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اگرچہ کھیت کی قیمت دو سو درہم یا زائد ہو۔(فتاوی عالمگیری، ردالمحتار)[6]

مسئلہ: جس کے پاس کھانے کو غلہ ہو جس کی قیمت دو سو درہم ہو اور وہ غلہ سال بھر کو کافی ہے جب بھی اس کو زکوٰۃ دینا حلال ہے۔

---

(1) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱، صفحہ ۲۰۸ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)

(2) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱، صفحہ ۲۰۸ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

الدر المختار شرح تنویر الابصار و جامع البحار، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، صفحہ ۱۳۸ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

(3) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱، صفحہ ۲۰۸ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

(4) مصنّف نے اختلاف ذکر کرنے کے بعد امام اعظم اور امام محمد علیہما الرحمۃ کے مؤقف کو درست قرار دیتے ہوئے لکھا کہ

وَالْأَصَحُّ قَوْلُهُمَا وَإِنْ كَانَ لَهَا مَهْرٌ يَبْلُغُ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ إِنْ كَانَ مُعْسِرًا يَجُوزُ لَهَا الْأَخْذُ

الجوھرۃ النیرۃ، کتاب الزکاۃ، باب من یجوز دفع الصدقۃ الیہ و من لا یجوز، الجزء ۱ صفحہ ۱۶۳ مکتبہ رحمانیہ اقرأ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاھور

(5) ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الزکاۃ، بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّكَاةِ وَالْعُشْرِ جلد ۳ صفحہ ۲۹۸ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان

(6) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱، صفحہ ۲۰۸ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الزکاۃ، بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّكَاةِ وَالْعُشْرِ جلد ۳ صفحہ ۲۹۶ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان

(ردالمحتار)[1]

مسئلہ: جاڑے کے کپڑے جن کی گرمیوں میں حاجت نہیں پڑتی۔ حاجت اصلیہ میں ہیں وہ کپڑے اگرچہ بیش قیمت ہوں زکوٰۃ لے سکتا ہے جس کے پاس رہنے کا مکان حاجت سے زیادہ ہو یعنی پورے مکان میں اس کی سکونت نہیں یہ شخص زکوٰۃ لے سکتا ہے۔ (ردالمحتار)[2]

مسئلہ: عورت کو ماں باپ کے یہاں سے جو جہیز ملتا ہے اس کی مالک عورت ہی ہے اس میں دو طرح کی چیزیں ہوتی ہیں ایک حاجت کی جیسے خانہ داری کے سامان، پہننے کے کپڑے، استعمال کے برتن اس قسم کی چیزیں کتنی ہی قیمت کی ہوں ان کی وجہ سے عورت غنی نہیں۔ دوسری وہ چیزیں جو حاجت اصلیہ سے زائد ہیں زینت کے لئے دی جاتی ہیں جیسے زیور اور حاجت کے علاوہ اسباب اور برتن اور آنے جانے کے بیش قیمت بھاری جوڑے۔ ان چیزوں کی قیمت اگر بقدر نصاب ہے تو عورت غنی ہے زکوٰۃ نہیں لے سکتی۔ (ردالمحتار)[3]

مسئلہ: موتی وغیرہ جواہر جس کے پاس ہوں اور تجارت کے لئے نہ ہوں تو ان کی زکوٰۃ واجب نہیں مگر جب نصاب کی قیمت کے ہوں تو زکوٰۃ لے نہیں سکتا۔ (درمختار وغیرہ)[4]

مسئلہ: جس کے مکان میں نصاب کی قیمت کا باغ ہو اور باغ کے اندر ضروریاتِ مکان باورچی خانہ، غسل خانہ وغیرہ نہیں تو اسے زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔ (عالمگیری)[5]

قاعدہ: ۴)---بنی ہاشم کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے نہ غیر انہیں دے سکے نہ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو۔ بنی ہاشم سے مراد حضرت علی و جعفر و عقیل اور حضرت عباس و حارث بن عبد المطلب کی اولادیں ہیں۔ ان کے علاوہ جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی اعانت نہ کی مثلاً ابولہب کہ اگرچہ یہ کافر بھی حضرت عبد المطلب کا بیٹا تھا مگر اس کی اولادیں بنی ہاشم میں شمار نہ ہوں گی۔ (عالمگیری)[6]

مسئلہ: بنی ہاشم کے آزاد کئے ہوئے غلاموں کو بھی نہیں دے سکتے تو جو غلام ان کی ملک میں ہیں انہیں دینا بطریق اولیٰ ناجائز۔

(درمختار وغیرہ کتب عامہ)[7]

---

(1) ردالمحتار على الدر المختار، كتاب الزكاة، بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّكَاةِ وَالْعُشْرِ جلد ۳ صفحہ ۲۹۶ مكتبہ امدادیہ ملتان پاکستان

(2) ردالمحتار على الدر المختار، كتاب الزكاة، بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّكَاةِ وَالْعُشْرِ جلد ۳ صفحہ ۲۹۶ مكتبہ امدادیہ ملتان پاکستان

(3) ردالمحتار على الدر المختار، كتاب الزكاة، بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّكَاةِ وَالْعُشْرِ جلد ۳ صفحہ ۲۹۶ مكتبہ امدادیہ ملتان پاکستان

(4) الدر المختار شرح تنوير الابصار و جامع البحار كتاب الزكاة، شرط صحة اداء الزكوٰة الصفحة ۱۲۸ دار الكتب العلمية بيروت لبنان

(بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ ۵، مسئلہ ۳۷ ص ۹۳۰)

(5) الفتاوىٰ الهندية، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، جلد ۱، صفحہ ۲۰۸ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

(6) الفتاوىٰ الهندية، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، جلد ۱، صفحہ ۲۰۸ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

(7) الدر المختار شرح تنوير الابصار و جامع البحار كتاب الزكاة، باب المصرف الصفحة ۱۳۸ دار الكتب العلمية بيروت لبنان

، (مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، كتاب الزكاة، بَابٌ فِي بَيَانِ أَحْكَامِ الْمَصْرِفِ الجزء ۲، صفحہ ۲۶۵)

مسئلہ: ماں ہاشمی بلکہ سیدانی ہو اور باپ ہاشمی نہ ہو تو وہ ہاشمی نہیں کہ شرع میں نسب باپ سے ہے لہٰذا ایسے شخص کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اگر کوئی دوسرا مانع نہ ہو۔[1]

مسئلہ: صدقہ نفل اور اوقاف کی آمدنی بنی ہاشم کو دے سکتے ہیں خواہ وقف کرنے والے نے ان کی تعیین کی ہو یا نہیں۔(درمختار)[2]

قاعدہ: ۵)---- جن لوگوں کی نسبت کہا گیا کہ انہیں زکوٰۃ دے سکتے ہیں ان سب کا فقیر ہونا شرط ہے سوا عامل کے کہ اس کے لئے فقیر ہونا شرط نہیں اور ابن السبیل اگرچہ غنی ہو اس وقت حکمِ فقیر میں ہے باقی کسی کو جو فقیر نہ ہو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔(درمختار وغیرہ)[3]

مسئلہ: جو شخص مرض الموت میں ہے اس نے زکوٰۃ اپنے بھائی کو دی اور یہ بھائی اس کا وارث ہے تو زکوٰۃ عنداللہ ادا ہو گئی مگر باقی وارثوں کو اختیار ہے کہ اس سے اس زکوٰۃ کو واپس لیں کہ یہ وصیت کے حکم میں ہے اور وارث کے لئے بغیر اجازت دیگر ورثہ وصیت صحیح نہیں۔(ردالمحتار)[4]

مسئلہ: جو شخص اس کی خدمت کرتا اور اس کے یہاں کام کرتا ہے اسے زکوٰۃ دی یا اس کو دی جس نے خوشخبری سنائی یا اسے دی جس نے اس کے پاس ہدیہ بھیجا یہ سب جائز ہے ہاں اگر عوض کہہ کر دی تو ادا نہ ہوئی عید بقر عید میں خدّام[5] مرد و عورت کو عیدی کہہ کر دی تو ادا ہو گئی۔(جوہرہ، عالمگیری)[6]

مسئلہ: جس نے تحری کی یعنی سوچا اور دل میں یہ بات جمی کہ اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اور زکوٰۃ دے دی بعد میں ظاہر ہوا کہ وہ مصرف زکوٰۃ ہے یا کچھ حال نہ کھلا تو ادا ہو گئی اور اگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ غنی تھا یا اس کے والدین میں کوئی تھا یا اپنی اولاد تھی یا شوہر تھا یا زوجہ تھی یا ہاشمی یا ہاشمی کا غلام تھا یا ذمی تھا جب بھی ادا ہو گئی اور اگر یہ معلوم ہوا کہ اُس کا غلام تھا یا حربی تھا تو ادا نہ ہوئی، اب پھر دے۔ یہ بھی تحری ہی کے حکم میں ہے کہ اُس نے سوال کیا۔ اس نے اُسے غنی نہ جان کر دے دیا یا وہ فقیروں کی جماعت میں انہیں کی وضع میں تھا اسے دیدیا۔(عالمگیری، درِّ مختار مع ردّالمحتار)[7]

---

(1) بہارِ شریعت، ج۱، حصہ ۵، مسئلہ ۳۷ ص ۹۳۰

(2) (الدر المختار شرح تنویر الابصار و جامع البحار، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، صفحہ۱۳۸ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

(3) ماخوذ از (الدر المختار شرح تنویر الابصار و جامع البحار، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، صفحہ۱۳۷ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

(4) ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الزکاۃ، بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّكَاةِ وَالْعُشْرِ جلد۳ صفحہ۲۹۳ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان)

(5) خادم کی جمع، ملازم، نوکر۔

(6) (الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الزکاۃ، باب من یجوز دفع الصدقۃ الیہ و من لا یجوز، الجزء ۱ صفحہ ۳۱۹ مکتبہ رحمانیہ اقراْ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور)

(الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱، صفحہ ۲۰۹ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)

(7) (الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱، صفحہ ۲۰۹، ۲۰۸ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)

ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الزکاۃ، بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّكَاةِ وَالْعُشْرِ جلد۳ صفحہ۳۰۳، ۳۰۲ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان)

مسئلہ: اگر بے سوچے سمجھے دے دی یعنی یہ خیال بھی نہ آیا کہ اسے دے سکتے ہیں یا نہیں اور بعد میں معلوم ہوا کہ اسے نہیں دے سکتے تھے تو ادا نہ ہوئی ورنہ ہو گئی اور اگر دیتے وقت شک تھا اور تحری نہ کی یا کی مگر کسی طرف دل نہ جما یا تحری کی اور غالب گمان یہ ہوا کہ یہ زکوٰۃ کا مصرف نہیں اور دے دیا تو ان سب صورتوں میں ادا نہ ہوئی مگر جبکہ دینے کے بعد یہ ظاہر ہوا کہ واقعی وہ مصرف زکوٰۃ تھا تو ہو گئی۔ (عالمگیری وغیرہ)[1]

مسئلہ: زکوٰۃ وغیرہ صدقات میں افضل یہ ہے کہ اولاً اپنے بھائیوں بہنوں کو دے پھر ان کی اولاد کو پھر چچا اور پھوپیوں کو پھر ان کی اولاد کو پھر ماموں اور خالہ کو پھر ان کی اولاد کو پھر ذوی الارحام یعنی رشتہ داروں کو پھر پڑوسیوں کو پھر اپنے پیشہ والوں کو پھر اپنے شہر یا گاؤں کے رہنے والوں کو۔ (جوہرہ، عالمگیری)[2]

حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم! قسم ہے اُس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا اللہ تعالیٰ اس شخص کے صدقہ کو قبول نہیں فرماتا جس کے رشتہ دار اس کے سلوک کرنے کے محتاج ہوں اور یہ غیروں کو دے۔ قسم ہے اُس کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن نظر نہ فرمائے گا۔ (ردالمحتار)[3]

مسئلہ: دوسرے شہر کو زکوٰۃ بھیجنا مکروہ ہے مگر جبکہ وہاں اُس کے رشتہ والے ہوں تو ان کے لئے بھیج سکتا ہے یا وہاں کے لوگوں کو زیادہ حاجت ہے یا زیادہ پرہیز گار ہیں یا مسلمانوں کے حق میں وہاں بھیجنا زیادہ نافع ہے یا طالب علم کے لئے بھیجے یا زاہدوں کے لئے یا دارالحرب میں ہے اور زکوٰۃ دارالاسلام میں بھیجے یا سال تمام سے پہلے ہی بھیج دے ان سب صورتوں میں دوسرے شہر کو بھیجنا بلا کراہت جائز ہے۔ (عالمگیری، درمختار)[4]

مسئلہ: شہر سے مراد وہ شہر ہے جہاں مال ہو اگر خود ایک شہر میں ہے اور مال دوسرے شہر میں تو جہاں مال ہو وہاں کے فقراء کو زکوٰۃ دی جائے اور صدقہ فطر میں وہ شہر مراد ہے جہاں خود ہے اگر خود ایک شہر میں ہے اُس کے چھوٹے بچے اور غلام دوسرے شہر میں تو جہاں خود ہے وہاں کے فقراء پر صدقہ فطر تقسیم کرے۔ (جوہرہ، عالمگیری)[5]

---

(1) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱، صفحہ ۲۰۹، ۲۰۸ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

(2) الجوھرۃ النیرۃ، کتاب الزکاۃ، باب من یجوز دفع الصدقۃ الیہ و من لا یجوز، الجزء ۱ صفحہ ۳۲۰ مکتبہ رحمانیہ اقرأ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاھور

(الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱، صفحہ ۲۰۹، ۲۰۸ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

(3) قال: "یا أمة محمد و الذي بعثني بالحق لا یقبل الله صدقة من رجل و له قرابة محتاجون إلی صلته و یصرفها إلی غیرهم و الذي نفسي بیده لا ینظر الله إلیه یوم القیامة

(مجمع الزوائد منبع الفوائد، کتاب الزکاۃ، باب الصدقۃ علی الاقارب الخ، المجلّد الثالث صفحہ ۲۲۳، رقم الحدیث ۴۶۵۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت

ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الزکاۃ، بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّكَاةِ وَالْعُشْرِ جلد ۳ صفحہ ۳۰۴ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان

(4) الدر المختار شرح تنویر الابصار و جامع البحار، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، صفحہ ۱۳۸ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱، صفحہ ۲۰۹، ۲۰۸ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

(5) الجوھرۃ النیرۃ، کتاب الزکاۃ، باب من یجوز دفع الصدقۃ الیہ و من لا یجوز، الجزء ۱ صفحہ ۳۱۹ مکتبہ رحمانیہ اقرأ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاھور

مسئلہ: بدمذہب کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ (درمختار)[1]

جب بدمذہب کا یہ حکم ہے تو وہابی دیوبندی کہ توہینِ خدا و تنقیصِ شانِ رسالت کرتے اور شائع کرتے ہیں جن کو اکابر علمائے حرمین طیبین نے بالاتفاق کافر و مرتد فرمایا اگرچہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں، انہیں زکوٰۃ دینا حرام و سخت حرام ہے اور دی تو ہرگز ادا نہ ہوگی۔

انتباہ: اس بلاء میں بعض اہلسنّت مالدار عشقِ رسول اللہ ﷺ کا دعویٰ کرنے والے زیادہ مبتلا ہیں اور خوش ہیں کہ ہم نے دین کی خدمت کرلی، حالانکہ جانتے ہیں کہ اس نے بدمذہب کے مدارس میں امداد کی ہے اور دل بہلارہے ہیں کہ زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ انہیں یاد رہنا چاہیے کہ زکوٰۃ ادا نہ ہوئی، اس کا حساب ہوگا، مزید سزا ہوگی کہ ان کی مدد کردی جو تمہاری زکوٰۃ کھا کر رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کرینگے ان کی اس شرارت کی سزا بھی تمھیں بھگتنی پڑے گی۔ (وماعلینا الا البلاغ)

گدا گر اور زکوۃ

ہر ملک بالخصوص ہمارے ملک پاکستان میں گداگروں کی فوج بحرِ موج زکوٰۃ بٹورنے کے بڑے ماہر ہیں۔ فقیر نے گداگری پر کتاب لکھی ہے تفصیل اُس میں ہے[2]۔ یہاں یہ عرض کرنا ہے کس قسم کے گداگر کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

فتاویٰ رضویہ صفحہ ۲۵۳[3] میں ہے کہ

گدائی تین قسم کی ہے:

(۱) ایک غنی مالدار جیسے اکثر جوگی سادھو بچے[1]۔ اِنہیں سوال کرنا حرام اور انہیں دینا حرام اور ان کے دیئے (یعنی ان کو دینے) سے زکوٰۃ (ادا) نہیں ہوسکتی، فرض سر پر باقی رہے گا۔

از الفتاویٰ الهندیة، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱، صفحہ ۲۰۹ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

(1) الدر المختار شرح تنویر الابصار و جامع البحار، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، صفحہ ۱۳۸ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

(2) گداگری اور اس کا علاج، قطبِ مدینہ پبلشرز کھارادر کراچی

(3) فتاویٰ رضویہ کتاب الزکوٰۃ، جلد ۱۰، صفحہ ۲۵۴، ۲۵۳ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

(۲) دوسرے وہ کہ واقع میں (حقیقت میں) قدرِ نصاب کے مالک نہیں مگر قوی و تندرست کسب (کمانے) پر قادر ہیں اور سوال کسی ایسی ضرورت کے لئے نہیں جو اُن کے کسب سے باہر ہو، کوئی حرفت یا مزدوری نہیں کی جاتی، مفت کا کھانا کھانے کے عادی ہیں اور اس کے لئے بھیک مانگتے پھرتے ہیں انہیں سوال کرنا حرام اور جو کچھ انہیں اس سے ملے وہ ان کے حق میں خبیث کہ حدیث شریف میں ہے:

لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ وَلَا لِذِی مِرَّةٍ سَوِيٍّ (ترمذی)[2]

ترجمہ: صدقہ حلال نہیں کسی غنی کے لئے اور نہ کسی توانا و تندرست کے لئے۔

انہیں بھیک دینا منع ہے کہ معصِیت پر اعانت[3] ہے۔ لوگ اگر نہ دیں تو مجبور ہو کر کچھ محنت مزدوری کریں۔

قال اللہ تعالیٰ: وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ (پارہ ٦، سورۃ المآئدہ، آیت ٢)

ترجمہ کنزالایمان: اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔

مگر ان کے دیئے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی جب کہ اور کوئی مانعِ شرعی نہ ہو کہ فقیر ہیں

قال اللہ تعالیٰ: اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ ۔ (پارہ ١٠، سورۃ التوبہ، آیت ٦٠)

ترجمہ کنزالایمان: زکوٰۃ تو انہیں لوگوں کے لئے ہے (جو) محتاج (ہیں)۔

(۳) تیسرے وہ عاجز و ناتواں کہ نہ مال رکھتے ہیں، نہ کسب پر قدرت، جتنے کی حاجت ہے اتنا کمانے پر قادر نہیں، انہیں بقدرِ حاجت سوال حلال اور اس (سوال) سے جو کچھ ملے (وہ) ان کے لئے طیّب اور یہ عمدہ مصارفِ زکوٰۃ سے ہیں اور انہیں دینا باعثِ اجرِ عظیم۔ یہی ہیں وہ جنہیں جھڑکنا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اَعلَمُ

سوال: زکوٰۃ کن مصارف میں دینا جائز ہے۔ بینوا توجروا

الجواب: مصرفِ زکوٰۃ ہر مسلمان حاجتمند جسے اپنے مالِ مملوک[4] سے مقدارِ نصاب فارغ عن الحوائجِ الاصلیہ[1] پر دسترس نہیں بشرطیکہ نہ ہاشمی ہو، نہ اپنا شوہر، نہ اپنی عورت، اگرچہ طلاق مغلظہ دے دی ہو جب تک عدت سے باہر نہ آئے، نہ وہ جو اپنی اولاد میں ہے

---

(1) درویش کو جوگی، سادھو کہتے ہیں، یہاں کنایۃ ہے مکّار سے، وہ انسان جو سادھوؤں کا بھیس بدل کر لوگوں کو دھوکہ دے۔

(2) عَنْ عَبْدِاللہ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ وَلَا لِذِی مِرَّةٍ سَوِيٍّ
سنن الترمذی، کتاب الزکاۃ عن رسول اللہ، باب ماجاء من لا تحل لہ الصدقۃ، صفحہ ١٦٤، رقم الحدیث ٦٥٢ مطبوعہ مکتبۃ المعارف ریاض

(3) گناہ کے کام پر مدد کرنا ہے۔

(4) وہ مال جو اس کی ملک میں ہو۔

جیسے بیٹا بیٹی، پوتا پوتی ،نواسا نواسی، نہ وہ جن کی اولاد میں یہ ہے جیسے ماں باپ اور دادا دادی ،نانانانی اگر چہ یہ اصلی وفروعی رشتے عیاذاًبالله[2] بذریعہ زنا ہوں، نہ اپنا یاان پانچوں قسم میں کسی کا مملوک ہوا گرچہ مکاتَب ہو،نہ کسی غنی کا غلامِ غیر کاتب،نہ مردِ غنی کا نابالغ بچہ ،نہ ہاشمی کاآزاد بندہ اور مسلمان حاجت مند کہنے سے کافر وغنی پہلے ہی خارج ہو چکے ۔ یہ سولہ (۱۶) شخص ہیں جنہیں زکٰوۃ دینی جائز نہیں۔

اِن کے سواسب کو روا(سب کو دینا جائز) مثلاًہاشمیہ بلکہ فاطمیہ عورت کا بیٹاجب کہ باپ ہاشمی نہ ہوکہ شرع میں نسب باپ سے ہے۔ بعض مشہورین کہ ماں کے سیّدانی ہونے سے سیّد بن بیٹھے اور باوجود تفہیم[3] اس پر اصرار کرتے ہیں بحکمِ حدیثِ صحیح مستحقِ لعنتِ الٰہی ہوتے ہیں۔

والعیاذباللّٰہ وقداوضحناذلک فی فتاونا (اللہ تعالیٰ کی پناہ اور ہم نے اسے اپنے فتاوی میں خوب واضح کر دیا ہے۔)

اسی طرح غیر ہاشمی کاآزاد بندہ اگرچہ خود اپناہی ہو، یااپنے اصول وفروع وزوج وزوجہ وہاشمی کے علاوہ کسی غنی کا مکاتب یازنِ غنیہ[4] کانابالغ بچہ اگرچہ یتیم ہو یااپنے بہن بھائی، چچا، پھوپھی، خالہ،ماموں بلکہ انہیں دینے میں دونا(دوگنا) ثواب ہے۔(ایک تو)زکٰوۃ و(دوسرا)صلۂ رحم۔یااپنی بہو یاداماد یاماں کاشوہر یاباپ کی عورت یااپنے زوج یازوجہ کی اولاد کہ اِن سولہ کو بھی دینارروا(دیناجائز ہے) جبکہ یہ سولہ اول سولہ سے نہ ہوں،ازانجا[5] کہ اُنھیں اُن سے مناسبت ہے جس کے باعث ممکن تھاکہ ان میں ہی عدمِ جواز کا وہم جاتا۔ لہٰذا فقیر نے انہیں بالتخصیص شمار کر دیااور نصابِ مذکور پر دسترس نہ ہوناچند صورت کو شامل:

(۱)ایک یہ کہ سرے سے مال ہی نہ رکھتاہو،اسے مسکین کہتے ہیں۔

(۲)دوم(یہ کہ)مال ہو مگر نصاب سے کم،یہ فقیر ہے۔

(۳)سوم(یہ ہے کہ)نصاب بھی ہو مگر حوائج اصلیہ[6] میں مستغرق[7] جیسے مدیون۔

---

(1) حوائج حاجت کی جمع، بمعنی ضروریات،بنیادی ضروریات جیسے مکان،لباس،سواری،خوراک وغیرہ

(2) اللہ تعالیٰ کی پناہ۔

(3) سمجھانے کے باوجود۔

(4) غنی بیوی۔

(5) اس جگہ پہ اگرچہ

(6)حوائج حاجت کی جمع، بمعنی ضروریات،بنیادی ضروریات جیسے مکان،لباس،سواری،خوراک وغیرہ

(7) ڈوباہوا۔

(۴) چہارم حوائج سے بھی فارغ ہو مگر اسے دسترس نہیں جیسے ابنُ السبیل یعنی مسافر جس کے پاس خرچ نہ رہا تو بقدرِ ضرورت زکٰوۃ لے سکتا ہے، اس سے زیادہ اِسے لینا روا نہیں یا وہ شخص جس کا مال دوسرے پر دَین موٴجل[1] ہے اور ہنوز (ابھی تک) میعاد نہ آئی۔ اب اسے کھانے پہننے کی تکلیف ہے تو میعاد آنے تک بقدرِ حاجت لے سکتا ہے یا وہ جس کا مدیون غائب ہے یا لے کر مُکر گیا[2] اگرچہ ثبوت رکھتا ہو کہ ان سب صورتوں میں دسترس نہیں۔ بالجملہ مدارِ کار حاجتمندی[3] بمعنی مذکور پر ہے تو جو نصابِ مذکور پر دسترس رکھتا ہے ہر گز زکٰوۃ نہیں پاسکتا اگرچہ غازی ہو یا حاجی ہو یا طالب عالم یا مفتی مگر عاملِ زکٰوۃ جسے حاکمِ اسلام نے اربابِ اموال[4] سے تحصیلِ زکٰوۃ پر مقرر کیا، وہ جب تحصیل کرے بحالتِ غنا بھی بقدر اپنے عمل کے لے سکتا ہے اگر ہاشمی نہ ہو۔

پھر دینے میں تملیک شرط ہے جہاں یہ نہیں جیسے محتاجوں کو بطورِ اباحت اپنے دستر خوان پر بٹھا کر کھلا دینا یا میت کے کفن میں لگانا یا مسجد، کنواں، خانقاہ، مدرسہ، پل، سرائے وغیرہ بنوانا، اِن سے زکٰوۃ ادا نہ ہوگی۔ اگر ان میں صرف کیا چاہے (ان امور میں خرچ کرنا چاہتا ہے) تو اس کے لئے حیلۂ شرعی کیا جائے[5] (تاکہ شرعی حیثیت بھی برقرار رہے یعنی زکٰوۃ بھی ادا ہو جائے اور جسے زکٰوۃ لینا ناجائز ہے اس کے لئے بھی جواز کی صورت نکل آئے۔)

اور وہ حیلہ عام مشہور ہے لیکن یہ عام آدمی کرتا ہے۔ خوّاص تو اِسے برا سمجھتے ہیں بلکہ انکا مذہب عوام کے تصوّرات سے بالا ہے وہ فرماتے ہیں؛ عوام کی زکٰوۃ چالیسواں حصہ ہے لیکن خوّاص کے نزدیک ایک حصہ اپنے لئے باقی انتالیس (۳۹) اللہ عزَّوجلَّ کی راہ میں، اخصُّ الخواص فرماتے ہیں:

وہ حصہ بھی اللہ عزَّوجلَّ کے لئے ہے اپنی ضروریات کے لئے قرض لے یا (ہاتھ کی کمائی) پر گزارہ کرے۔

تجربہ اُویسی غفرلہ

حیلہ میں یہ ہوتا ہے کہ زکٰوۃ کسی مستحق کو دی جاتی ہے اس سے پہلے منوایا جاتا ہے کہ یہ رقم وغیرہ مدرسہ میں دے دینا یا فلاں مد میں جمع کرانا اس پر جھگڑے کھڑے ہو جاتے ہیں یا کم از کم جسے حیلہ کے طور پر رقم دی جاتی ہے وہ مختلف فکرات میں گھر جاتا ہے۔ لڑائی جھگڑے سے بچنے کے لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ایک فقہی جزئی بیان فرمائی، اس سے پہلے اگر جھگڑا کھڑا بھی ہوگا تو ایسی حکمتِ عملی سے بیٹھ

---

(1) ایسا قرض جس کا وقت طے کر لیا گیا ہو۔

(2) (انکار کرتا ہے کہ میں نے آپ کا کچھ بھی نہیں دینا)

(3) حاجتمندی کے کام کا انحصار۔

(4) مالداروں، صاحبِ ثروت لوگوں۔

(5) فتاویٰ رضویہ کتاب الزکٰوۃ، جلد ۱۰، صفحہ ۲۴۶ تا ۲۴۷، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ، اندرونِ لوہاری دروازہ، لاہور

جائے گا وہ طریقہ یہ ہے؛ فقیر غَفَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ کے نزدیک اس کا بے خلش[1] طریقہ یہ ہے کہ مثلاً مالِ زکوٰۃ سے بیس روپے سید کی نذر یا مسجد میں صرف کیا چاہتا ہے۔ کسی فقیر عاقل بالغ مصرفِ زکوٰۃ کو کوئی کپڑا مثلاً ٹوپی یا سیر سوا سیر غلہ دکھائے کہ یہ ہم تمہیں دیتے ہیں مگر مفت نہ دیں گے بیس روپے میں بیچیں گے یہ روپے تمہیں ہم اپنے پاس سے دیں گے کہ ہمارے مطالبہ میں واپس کر دو وہ خواہ مخواہ راضی ہو جائے گا، جانے گا کہ مجھے تو یہ چیز یعنی کپڑا یا غلہ مفت ہی ہاتھ آئے گا۔ اب بیع شرعی کر کے بیس روپے بہ نیتِ زکوٰۃ اسے دے جب وہ قابض ہو جائے اپنے مطالبۂ ثمن میں لے لے۔ اول تو وہ خود ہی دے دے گا کہ سرے سے اسے ان روپوں کو اپنے پاس رہنے کی امید ہی نہ تھی کہ وہ گرہ سے جاتا سمجھے، اسے تو صرف اس کپڑے یا غلّہ کی امید تھی وہ حاصل ہے۔ تو انکار نہ کرے گا اور کرے بھی تو یہ جبراً چھین لے کہ وہ اس قدر میں اس کا مدیون ہے اور دائن جب اپنے دَین کی جنس سے مالِ مدیون پائے تو بالاتفاق بے اس کی رضامندی کے لے سکتا ہے۔ اب یہ روپے لے کر بطورِ خود نذرِ سید یا بناءِ مسجد میں صرف کر دے کہ دونوں مرادیں حاصل ہیں۔

در مختار میں ہے:

أَنْ يُعْطِيَ مَدْيُونَهُ الْفَقِيرَ زَكَاتَهُ ثُمَّ يَأْخُذَهَا عَنْ دَيْنِهِ، وَلَوْ امْتَنَعَ الْمَدْيُونُ مَدَّيَدَهُ وَأَخَذَهَا لِكَوْنِهِ ظَفِرَ بِجِنْسِ حَقِّهِ [2]

ترجمہ: اپنے مدیون فقیر کو زکوٰۃ دی پھر اس سے دَین وصول کرے اگر مدیون نہ دے تو اس سے چھین لے کیونکہ یہ اپنے حق کی جنس کو پاتا ہے۔

اور فقیر غَفَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ نے اس مصرفِ زکوٰۃ کے عاقل بالغ ہونے کی شرط اس لئے لگائی کہ اس کے ساتھ یہ غبنِ فاحش کی مبایعت[3] بلا تکلف روا ہو۔ اور کپڑے، غلّہ کی تخصیص اس لئے کی کہ اگر کچھ پیسے بعوض روپوں کے بیچنا چاہے گا تو ظاہر مفاد جامع صغیر پر تقابض البدلین[4] شرط ہوگا وہ یہاں حاصل نہیں اگرچہ روایتِ اصل پر ایک ہی جانب کا قبضہ کافی اور اکثر علماء اسی طرف ہیں اور یہی قولِ منقّح[5]۔ (فتاوٰی رضویہ شریف)[6]

زکوٰۃاور سادات کرام و دیگر بنو ہاشم عظام

---

(1) بغیر جھگڑے کے

(2) الدر المختار شرح تنویر الابصار و جامع البحار، کتاب الزکاۃ، وشرط صحۃ ادائھا نیۃ مقارنۃ لہ، صفحہ ۱۲۸ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

(3) باہمی لین دین کرنا۔

(4) مبیع اور ثمن دونوں پر قبضہ کرنا۔

(5) جھوٹ سے پاک، سچ بات۔

(6) فتاویٰ رضویہ کتاب الزکوٰۃ، جلد ۱۰، صفحہ ۱۰۸ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ، اندرونِ لوہاری دروازہ، لاہور

فقیر نے قواعد میں لکھا ہے کہ بنو ہاشم و سادات کو زکوٰۃ دینا اور انکا لینا حرام ہے۔اس پر ٹیڈی مجتہدین اپنی عادت کے مطابق ناراض ہیں اور ساداتِ کرام و بنو ہاشم حضرات کو بھی فقیر کے خلاف ابھارتے ہیں لیکن سادات کرام و بنو ہاشم حضرات تو راضی ہو جائیں گے کہ وہ جانتے ہیں کہ مالِ زکوٰۃ میل کچیل ہے اور آپ حضرات پاکیزہ و مقدس۔ہاں ! ٹیڈی مجتہدین تحقیقِ رضوی پڑھیں کہ آپ نے فرمایا:

زکوٰۃ سادات کرام وسائر بنی ہاشم پر حرام قطعی ہے جس کی حرمت پر ہمارے ائمہ ثلثہ بلکہ ائمہ مذاہب اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اجماع قائم۔امام شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ "میزان" میں فرماتے ہیں:

اتفق الائمة الاربعة علی تحريم الصدقة المفروضة علی بنی هاشم و بنی عبد المطلب و هم خمس بطون ال علی و ال العباس و ال جعفر و ال عقيل و ال الحارث بن عبد المطلب۔هذا من مسائل الاجماع الاتفاق اه ملخصًا[1]

ترجمہ : باتفاقِ ائمہ اربعہ بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب پر صدقہ فرضیہ حرام ہے اور وہ پانچ خاندان ہیں:

آلِ علی، آلِ عباس، آلِ جعفر، آلِ عقیل، آلِ حارث بن عبد المطلب رضوان اللہ علیہم اجمعین۔یہ اجماعی اور اتفاقی مسائل میں سے ہیں اھ ملخصاً۔

اول تاآخر تمام متونِ مذہب قاطبۃً[2] بے شذوذ شاذ و عامہ شروحِ معتمدہ و فتاوائے مستندہ[3] اس حکم پر ناطق اور خود حضور پر نور سید السادات ﷺ سے متواتر حدیثیں اس باب میں وارد۔اس وقت جہاں تک فقیر کی نظر ہے بیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس مضمون کی حدیثیں حضور اقدس ﷺ سے روایت کیں۔[4]

اس کے بعد اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے صحابہ کرام کے اسماء لکھ کر حوالہ جات کے دریا بہائے۔اہل تحقیق حضرات فتاویٰ رضویہ شریف جلد دہم کا مطالعہ فرمائیں۔بالخصوص رسالہ "الزهر الباسم فی حرمة الزكوٰة علیٰ بنی هاشم" (بنی ہاشم پر زکوٰۃ کی حرمت کے بارے میں کھلا ہوا شگوفہ) کا مطالعہ تو نہایت ہی ضروری ہے۔

اپیل اویسی غفر لہ

ساداتِ کرام و بنو ہاشم حضرات اپنی رفعتِ شان کے پیش نظر زکوٰۃ کے مال لینے کا تصوّر ہی ختم کر دیں۔

اگر کچھ خواہش ہے تو اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ کی تحریر عوام تک پہونچائیں وہ تحریر یہ ہے:

---

(1) المیزان الکبریٰ، باب قسم الصدقات، جلد ۲، صفحہ ۲۶۱، مطبع عالم الکتب بیروت

(2) تمام، بالکل، سرتاسر۔

(3) یعنی ایسا نہیں کہ چند ایک کتب میں سادات کو صدقاتِ واجبہ دینا ناجائز قرار دیا گیا ہو بلکہ تمام کی تمام چھوٹی بڑی فقہ کی کتبِ متون، ان کی شروحات، سب فتاویٰ جات میں یہی درج ہے کہ سادات کو صدقاتِ واجبہ دینا، اسی طرح ان کا لینا جائز نہیں ہے۔

(4) فتاویٰ رضویہ کتاب الزکوٰۃ، جلد ۱۰، صفحہ ۹۹ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور۔

”رہا یہ کہ پھر اس زمانہ پُرآشوب میں حضراتِ ساداتِ کرام کی مؤاسات[1] کیونکر ہو۔“

اعلیٰ حضرت نے فرمایا: ”بڑے مال والے اگر اپنے خالص مالوں سے بطورِ ہدیہ ان حضرات عُلیا کی خدمت نہ کریں تو ان کی بے سعادتی ہے۔ وہ وقت یاد کریں جب ان حضرات کے جدّاکرم ﷺ کے سوا ظاہری آنکھوں کو بھی کوئی ملجا وماوٰی نہ ملے گا۔ کیا پسند نہیں آتا کہ وہ مال جو اُنہیں کے صدقے میں اِنہیں سرکار سے عطا ہوا، جسے عنقریب چھوڑ کر پھر ویسے ہی خالی ہاتھ زیرِ زمین جانے والے ہیں، اُن کی خوشنودی کے لئے اُن کے پاک مبارک بیٹوں پر اُس کا ایک حصہ صَرف کیا کریں کہ اُس سخت حاجت کے دن اس جواد کریم رؤف رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے بھاری انعاموں، عظیم اکراموں سے مشرّف ہوں۔ ابنِ عساکر امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ سے راوی کہ رسول اللہ (ﷺ) فرماتے ہیں:

مَنْ صَنَعَ إِلٰی أَحَدٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يَدًا كَافَأْتُهُ عَلَيْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔[2]

ترجمہ: جو میرے اہل بیت میں سے کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا میں روزِ قیامت اس کا صلہ اسے عطا فرماؤں گا۔

خطیب بغدادی امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ (ﷺ) فرماتے ہیں:

مَنْ صَنَعَ صنيعة إِلٰی أَحَدٍ مِنْ خلف عبد المطلب في الدنيا أو في هذه الدنيا فعلى مكافأته إذا لقيني[3]

ترجمہ: جو شخص اولادِ عبد المطلب میں کسی کے ساتھ دنیا میں نیکی کرے اس کا صلہ دینا مجھ پر لازم ہے جب وہ روزِ قیامت مجھ سے ملے گا۔

اللہ اکبر! اللہ اکبر! قیامت کے دن، وُہ قیامت کا دن، وہ سخت ضرورت سخت حاجت کا دن اور ہم جیسے محتاج اور صلہ عطا فرمانے کو محمد ﷺ سا صاحب التاج، خدا جانے کیا کچھ دیں اور کیسا کچھ نہال فرمادیں، ایک نگاہِ لطف ان کی جملہ مہماتِ دوجہاں کو بس ہے، بلکہ خود یہی صلہ کروڑوں صلے سے اعلیٰ وانفس ہے جس کی طرف کلمہ کریم "إذا لقيني" (جب وہ روزِ قیامت مجھ سے ملے گا۔) اشارہ فرماتا ہے، بلفظ اذا تعبیر فرمانا بحمد للہ بروزِ قیامت وعدہ وصال و دیدارِ محبوب ذی الجلال کا مژدہ سناتا ہے مسلمانو! اور کیا درکار ہے دوڑو اور اس دولت و سعادت کو لو ”و باللہ التوفیق“ اور متوسط حال والے اگر مصارف مستحبہ کی وسعت نہیں دیکھتے تو بحمد للہ وہ تدبیر ممکن ہے کہ زکوٰۃ کی زکوٰۃ ادا ہو اور خدمتِ سادات بھی بجا ہو یعنی کسی مسلمان مصرفِ زکوٰۃ معتمد علیہ[4] کو کہ اس کی بات سے نہ پھرے، مالِ زکوٰۃ سے کچھ

---

(1) غم خواری۔

(2) تاریخ دمشق لِابن عساکر، حرف العین، عمر بن علي بن أبي طالب بن عبد المطلب رقم الحديث 5254 الجزء ۴۵ صفحہ ۳۰۳
کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، الجزء الثانی عشر، الباب الخامس فی فضل اهل البيت، الفصل الاول فی فضلهم مجملا، رقم الحديث ۳۴۱۵۲، الصفحة ۹۵، موسسة الرسالة بیروت

(3) تاریخ بغداد حرف المیم من آباء العبادلة رقم الحديث 5221 الجزء ۱۰ صفحہ ۱۰۳

(4) وہ قابلِ اعتماد شخص جو مستحقِ زکوٰۃ ہو۔

روپے بہ نیت زکوٰۃ دے کر مالک کر دے پھر اس سے کہے تم اپنی طرف سے فلاں سید کی نذر کر دو،اس میں دونوں مقصود حاصل ہو جائینگے کہ زکوٰۃ تو اس فقیر کو گئی اور یہ جو سید نے پایا نذرانہ تھا۔اس کا فرض ادا ہو گیا اور خدمتِ سید کا کامل ثواب اسے اور فقیر دونوں کو ملا۔

(فتاوٰی رضویہ شریف صفحہ ۱۰۶ جلد ۱۰ مطبوعہ لاہور۔)[1]

نسبت بڑی چیز ہے

بعض لوگ نسبت کو کچھ نہیں سمجھتے بلکہ جوش میں آجاتے ہیں تو اس پر شرک کے فتویٰ سے بھی باز نہیں آتے حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ اللہ عزَّوجلَّ کے نزدیک نسبت کی کتنی عزت ہے۔تفصیل فقیر نے رسالہ ''نسبت بسگت'' میں لکھ دی ہے۔یہاں یہ عرض کرنا ہے کہ مالِ زکوٰۃ چونکہ میل کچیل ہے اسی لئے اس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعزہ و اقارب کو دور رکھا گیا ہے تا کہ یقین ہو کہ

''نسبت بڑی چیز ہے''

فقط و السلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمدفیض احمد اویسی رضوی غفر لہٗ

۲۲ جمادی الآخر ۱۴۲۵ھ

بروز ایمان افروز دو شنبہ قبل صلوٰۃ العصر

بہاولپور۔پاکستان

(1) فتاوٰی رضویہ کتاب الزکوٰۃ، جلد ۱۰، صفحہ ۱۰۵ تا ۱۰۶ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور۔